عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۴ | ۱۹ تا ۲۵ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ تا ۱۴ مئی ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۱۸

معجزات و کرامات

اخلاصِ عمل اور نام و نمود

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

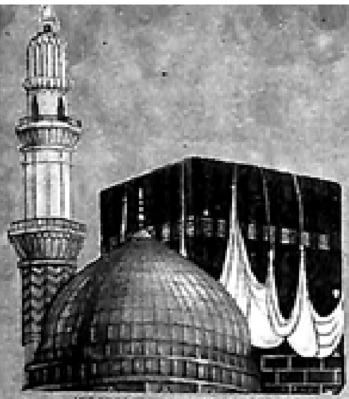

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

سود کی رقم صدقہ کی نیت کئے بغیر کسی ضرورت مند کو دینا

ابوحسان، کراچی

س:...... بینک میں ہمارے پیسے پر جو سود ملتا ہے اگر ہم اسے علیحدہ کر کے کسی ضرورت مند کو دے دیں۔ زکوٰۃ یا صدقہ کی نیت سے نہیں بلکہ صرف سود کے پیسوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے تو کیا باقی ماندہ پیسہ جو کہ بینک میں ہے حلال ہے یا نہیں؟ یعنی وہ پیسہ سود سے پاک ہو گیا یا نہیں؟

ج:...... جی ہاں! یہ طریقہ صحیح ہے، سود کا پیسہ یا حرام طریقہ سے حاصل کیا گیا مال اپنی ملکیت سے نکالنے کے لئے کسی ضرورت مند کو جو کہ مستحق زکوٰۃ ہو، دے دیا جائے بغیر ثواب کی نیت کئے تو درست ہے۔

عمرہ کے لئے جانے والے پر حج فرض ہونے کی شرائط

س:...... ایک شخص جس نے فرض حج نہ کیا ہو وہ رمضان میں عمرہ کے لئے جائے اور وہاں عید کر کے واپس اپنے ملک آ جائے تو کیا اس پر حج فرض ہو گیا؟ کیونکہ شوال کے مہینہ میں جو کہ حج کا پہلا مہینہ ہے، یہ شخص وہاں پر موجود تھا تو کیا وہاں موجود ہونے کی وجہ سے حج اس پر فرض ہو گیا یا نہیں؟

ج:...... نہیں! اس پر حج فرض نہیں ہوگا، کیونکہ ایام حج تک اس کے لئے وہاں ٹھہرنا ممکن نہیں ہے، ایسے شخص پر حج فرض ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں: (۱) سعودی گورنمنٹ کی طرف سے اگر اس کو حج کے دن تک وہاں ٹھہرنے کی اجازت ہو تو اس صورت میں حج فرض ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ (۲) یا پھر یہ شخص اتنا مالدار ہو کہ واپس اپنے ملک جا کر دوبارہ حج کے لئے آنے کا خرچہ اور استطاعت رکھتا ہو، ان دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی شرط نہ پائی جائے تو اس پر حج فرض نہیں ہوگا۔

جوان بچوں کی شادی پہلے کرنی چاہئے یا حج؟

س:...... ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہے کہ وہ حج کر سکتا ہے لیکن جوان بیٹی یا بیٹے کی شادی کرنا بھی ضروری ہے اگر یہ رقم شادی پر خرچ کر دے تو حج کرنا ممکن نہیں ہوگا، تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... اس شخص پر حج فرض ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنا فرض ادا کرے، نہیں تو گناہگار ہوگا اور بچوں کی شادی سادگی کے ساتھ کر دے۔

حج بدل کس شخص کو کرنا چاہئے؟

س:...... حج بدل کیا ہر شخص کر سکتا ہے؟ یا صرف اس کو ہی اجازت ہے جس نے اپنا فرض حج کیا ہوا ہو؟

ج:...... حنفی مسلک کے مطابق جس نے اپنا حج ادا نہ کیا ہو اس شخص کا کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے۔ مگر مکروہ ہے، اس لئے بہتر ہے کہ حج بدل ایسے شخص سے کرایا جائے جو اپنا حج کر چکا ہو۔

عورت اپنے محرم کے ساتھ سفر حج کرے

س:...... ایک عورت کے پاس اتنی رقم ہے کہ وہ صرف اپنے سفر حج کو برداشت کر سکتی ہے، اپنے محرم کا خرچ نہیں اٹھا سکتی تو کیا اس صورت میں اس پر حج فرض ہے؟

ج:...... عورت پر حج اس وقت فرض ہوتا ہے جب وہ اپنے علاوہ اپنے محرم کو بھی ساتھ لے جائے اور خرچ برداشت کرنے کی استطاعت رکھتی ہو۔ اگر اس قدر استطاعت نہیں ہے یا پھر اس کا کوئی محرم ہی نہیں اس پر حج فرض نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۱۹تا۲۵ر رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۸تا۱۴ر مئی ۲۰۱۵ء — شمارہ:۱۸

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی
معاون مدیر
عبداللطیف طاہر
قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا
تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

یمن میں لگی آگ کیا رخ اختیار کرے گی؟	۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
ماہِ رجب... چند غلط فہمیوں کا ازالہ	۶	حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ
معجزات و کرامات	۹	مولانا عبدالقادر رمجی ندوی
مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ کی خدمت میں حاضری	۱۳	مولانا سید زین العابدین
جاوید احمد غامدی.... سیاق و سباق کے آئینہ میں:(۸)	۱۶	مولانا فضل محمد مدظلہ
اخلاص عمل اور نام و نمود	۱۹	حافظ محمد عادل ولیجہ
حضرت مہدی علیہ الرضوان......(۵)	۲۲	حافظ عبیداللہ
تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۲۷)	۲۵	مسعود ساحر

زرِ تعاون
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۲۷۸۰۳۴۰ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

یمن میں لگی آگ کیا رُخ اختیار کرے گی؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

یمن میں پچھلے کئی ہفتوں سے صورت حال تشویش ناک ہے۔ یمن میں ایک آئینی حکومت کے خلاف سابق صدر عبداللہ صالح اور اس کے حامی باغی قبائل نے بغاوت کی بھٹی دہکائی ہوئی ہے، جس کے نتیجے میں یمن کی وہ سرحدی پٹی جو سعودی عرب سے ملتی ہے شدید خطرات سے دوچار ہے۔ ایئرپورٹ، صدارتی محل، اسلحہ ڈپو بعض فوجی چھاؤنیاں پر قبضہ کرنے کے لئے ایسی یورش اٹھائی گئی کہ الامان! کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ یک دم یہ کیا ہوگیا ہے؟ سعودی عرب کا موقف یہ معلوم ہوا کہ سالہا سال سے ایران ان باغی قبائل کو اسلحے کے جہاز بھر بھر کر بھجوا رہا تھا، انہیں ٹریننگ دی جارہی تھی۔ یمن تو بہانہ تھا اصل منصوبہ سعودی عرب کو سرحدی مشکلات میں گھیرنا تھا تاکہ وہ بکھر کر رہ جائے۔ جب ہوا کا رُخ بدلے، گرد بیٹھے تو مشرق وسطیٰ کے چیئرمین کا تاج ایران کے سر سجا ہوا نظر آئے۔ سارک ممالک میں تھانیداری انڈیا کی اور خلیجی ممالک اور مشرق وسطیٰ میں ایران کی، باقی رہے نام اللہ کا!

یہ منصوبہ اتنے طویل عرصے سے زیر زمین روبہ عمل تھا کہ تاڑنے والے پیش گوئیاں کر رہے تھے کہ جب یہ چنگاری آتش فشاں کی طرح لاوا اگلے گی تو سارے نقشے بھسم ہوجائیں گے۔ نیا نقشہ وجود میں آئے گا۔ اس کا رنگ ہی اور ہوگا۔ ایران کے ساتھ امریکا اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے حالیہ جوہری معاہدے اور پھر ایران پر عائد شدہ پابندیاں اٹھانے کا مژدہ جاں فزا اتنا سادہ نہیں، بلکہ یہ وہ خوفناک خنجر ہے جس سے کئی ڈھیر ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب اور مصر سمیت تمام خلیجی ممالک سب سر جوڑ کر بیٹھے اور اس سمجھوتے پر اپنے خدشات اور تحفظات کا برملا اظہار کیا۔

فوری طور پر ایران کے علاوہ مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک نے اتحادی فوج قائم کرکے یمن کی آئینی حکومت کی درخواست پر اس کی مدد کا فیصلہ کیا تاکہ حوثیوں کی بغاوت کو یہیں دفن کردیا جائے اور اس کے زہریلے اثرات آگے نہ پھیل سکیں۔ اب عرب اتحادی افواج نے فضائی چڑھائی کا آغاز کیا تو ایران اسے ٹھنڈے پیٹوں کیسے ہضم کرسکتا تھا۔ ان باغیوں کی غیر اخلاقی وغیر قانونی مدد کا جواز تو وہ کسی فورم پر پیش نہیں کرسکتا تھا، لیکن اپنی بے قراری بھی چھپا نہ سکا۔ ادھر صورت حال یہ ہے کہ سعودی عرب نے پاکستان حکومت سے مدد چاہی۔ سعودی عرب سے ہمارا دین وایمان کا انمٹ تعلق ہے۔ جس ملک نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کی مدد کو اپنے پر لازم کیا ہوا ہے، اسے درپیش آزمائش میں پاکستانی حکومت نے مدد دینے کے لئے سینہ پر ہاتھ رکھ کر منک منک کر وعدے کئے۔ اپوزیشن نے معاملے کو قومی اسمبلی میں پیش کرنے کا کہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام جماعتوں کے لئے قابل قبول اور متفقہ قرارداد دلانے کے لئے وہ قلم کاری کی گئی کہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ خلیجی ممالک اور سعودی عرب اس بے مروتی پر شکوہ وشکایت کے درپے ہوئے۔ دھمکیاں بھی ملیں۔ نتیجے میں ہمارے وزیراعظم صاحب کو پالیسی بیان دینا پڑا جو ”من چہ می گویم وطنبورہ من چہ می سراید“ کا بہترین مصداق ہے۔

ادھر پاکستان کے فرقہ پرست عناصر نے اپنی ڈگر پر دوڑنا شروع کردیا۔ یہ لوگ سعودی عرب اور ایران کی آویزش کو شیعہ سنی تنازعہ قرار دینے کے درپے ہوئے۔ لگتا ہے ان فرقہ پرستوں کے دل اور دماغ پر مہر لگ چکی ہے۔ وہ موجودہ حالات کو سوچتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔ خوف خدا سے عاری ہوکر چند ٹکڑے حاصل کرنے کے لئے منگتوں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ حرمین شریفین کی عزت وناموس پر حرف آنے کو گناہگار سے گناہگار مسلمان قبول نہیں کرسکتا لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ واقعتاً شیعہ سنی تنازع ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ دونوں طرف کے فرقہ پرست اس تنازعے کو مذہبی رنگ دینا چاہتے ہیں جو کسی بھی طرح اخلاقی قدر کے مطابق نہیں۔

حوثی قبائل زیدی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے تمام عقائد واعمال سنیوں جیسے ہیں۔ صرف سیدنا علی المرتضیٰؓ کی افضلیت کے قائل ہیں۔ انہیں خواہ مخواہ یہ

رنگ دینے کے درپے ہوگئے ہیں۔ سوال یہ رہ جاتا ہے کہ اگر وہ شیعہ نہیں تو ایران ان کی مدد کیوں کر رہا ہے؟ تو اس کا واضح جواب یہ ہے کہ ایران نے افغانستان کے طالبان کی بھی مدد کی تھی۔ افغانستان کے تارکین وطن کو اب بھی اپنے ملک میں پناہ دے رکھی ہے۔ یہ سیاسی ایشو ہیں، اس بنا پر ہمیں رائے زنی سے گریز کرنا چاہیے۔

تازہ اطلاعات کے مطابق سلامتی کونسل نے حوثی باغیوں کو ہتھیاروں کی فراہمی پر پابندی عائد کر دی ہے۔ باغیوں کو فوری لڑائی بند کر کے مقبوضہ علاقوں سے نکل جانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ حوثی باغیوں کے سربراہ سابق صدر عبداللہ صالح کے بیٹے پر سفری اور معاشی پابندیاں لگا دی گئی ہیں۔ ایران سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ قرارداد کی پاس داری کرے۔ (قومی اخبارات، ۱۵ /اپریل ۲۰۱۵ء)

ہماری حکومت نے اچھا فیصلہ کیا کہ واضح طور پر ایران کی اس دعوت کو مسترد کر دیا جس میں وہ سعودی عرب کے خلاف ہمیں اتحادی بنانا چاہتا ہے۔ سعودی عرب سے ہمارا دل وجان اور روح وایمان کا رشتہ ہے کیونکہ وہ ہمارا سب سے بڑا خیر خواہ اور مددگار ہے۔ اس کا آڑے وقت میں ساتھ دینا ہمارے اوپر لازم ہے۔ تاہم حقیقت یہی ہے کہ یہ فرقہ واریت کا مسئلہ نہیں۔ سعودی عرب اور ایران کے خیر خواہ شیعہ وسنی دونوں ملکوں اور خود اپنے آپ پر رحم کریں۔

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ایران کے سرکردہ ایک شیعہ عالم دین علامہ سید محمد الحسینی نے کہا ہے کہ یمن کے حوثی باغیوں کا حکومت وقت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے پر جہاد واجب ہو گیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ عالم اسلام اور عرب دنیا میں فسادفی الارض کے مرتکب عناصر کے خلاف جنگ فرض ہے اور یہ عالم اسلام کا اجتماعی قومی فریضہ ہے۔ خلیجی ممالک کا یمن میں حوثیوں کے خلاف جنگ میں اتحاد وقت کی اہم ضرورت تھی۔ عالم اسلام اور عرب دنیا کی طرف سے حوثیوں کی بغاوت کے خلاف سخت ردعمل فطری بات ہے۔

حوثی باغی ہیں، ان کی بغاوت کو اس طرح ختم کیا جائے کہ آئندہ کسی آئینی حکومت کو چیلنج کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ ہمارے ہمسایہ ملک کا یہ طریق کار سمجھ نہ آنے والا ہے کہ وہ تمام ہمسایہ ممالک کی رائے کے خلاف باغیوں کی در پردہ مدد کرنے پر تلا ہوا ہے۔ یہ کسی طرح بھی اخلاقی زاویہ پر پورا نہیں اترتا، دنیا کا ہر امن پسند شریف آدمی اس رویہ پر صاد نہیں کر سکتا۔

اللہ رب العزت خیر کا معاملہ فرمائیں۔ دجالی قوتیں جوان تنازعات کی آڑ میں حرمین شریفین کی طرف مکارانہ انداز میں آگے بڑھنے کے درپے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کو خائب وخاسر کرے۔ ہماری حکومت اپنے ملک کے عوام کے جذبات کے مطابق جرأت مندانہ اقدام کر کے اپنے مسلم بھائیوں کی حق وسچ کی بنیاد پر مدد کرے ورنہ ایسا نہ ہو کہ ہم گھر کے رہیں نہ گھاٹ کے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

حکومت کے خلاف بغاوت سے احتراز

ترجمہ: ’’جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑتے ہیں اور (اس لڑنے کا مطلب یہ ہے کہ) ملک میں فساد (یعنی بدامنی) پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائیں یا زمین پر (آزادانہ آباد رہنے) سے نکال (کر جیل میں بھیج) دیئے جائیں۔ یہ (سزائے مذکورتو) ان کے لئے دنیا میں سخت رسوائی (اور ذلت) ہے اور ان کو آخرت میں (جو) عذاب عظیم ہوگا۔ (سو الگ)۔‘‘ (المائدہ:۳۳)

اس آیت میں محاربہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ ڈاکو یا بغاوت کرنے والے جو مقابلہ یا محاربہ کرتے ہیں وہ انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے وجہ یہ ہے کہ کوئی طاقتور جماعت جب طاقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کو توڑنا چاہے تو اگرچہ ظاہر میں اس کا مقابلہ عوام اور انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس کی جنگ حکومت کے ساتھ ہے اور اسلامی حکومت میں جب قانون اللہ ورسول کا نافذ ہو تو یہ محاربہ بھی اللہ ورسول ہی کے مقابلے میں کہا جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اس آیت میں جن سزاؤں کا ذکر ہے یہ ان ڈاکوؤں اور باغیوں پر عائد ہوتی ہے جو اجتماعی قوت کے ساتھ حملہ کر کے امن عامہ کو برباد کریں اور قانون حکومت کو علانیہ توڑنے کی کوشش کریں۔ (معارف القرآن:۳/۱۳۰)

ماہِ رجب.....چند غلط فہمیوں کا ازالہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

ماہ رجب المرجب کے بارے میں لوگوں کے درمیان طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں، ان کی حقیقت سمجھ لینے کی ضرورت ہے۔

رجب کا چاند دیکھ کر آپ ﷺ کا عمل:

اس پورے مہینے کے بارے میں جو بات صحیح سند کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ جب آپ رجب کا چاند دیکھتے تھے تو چاند دیکھ کر آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

"اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان وبلّغنا رمضان"

ترجمہ: "اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا فرمائیے اور ہمیں رمضان تک پہنچا دیجئے۔"

یعنی ہماری عمر اتنی کر دیجئے کہ ہم اپنی زندگی میں رمضان کو پالیں، گویا کہ پہلے سے رمضان المبارک کی آمد کا اشتیاق ہوتا تھا، یہ دعا آپ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، اس لئے یہ دعا کرنا سنت ہے اور اگر کسی نے شروع رجب میں یہ دعا نہ کی ہو تو وہ اب یہ دعا کرلے۔ اس کے علاوہ اور چیزیں عام لوگوں میں مشہور ہوگئی ہیں، ان کی شریعت میں کوئی اصل اور بنیاد نہیں۔

شب معراج کی فضیلت ثابت نہیں:

مثلاً ۲۷ رجب المرجب کی شب کے بارے میں یہ مشہور ہوگیا ہے کہ یہ شب معراج ہے اور اس شب کو بھی اسی طرح گزارنا چاہئے جس طرح شب قدر گزاری جاتی ہے اور جو فضیلت شب قدر کی ہے کم و بیش شب معراج کی بھی وہی فضیلت سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ میں نے تو ایک جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ: "شب معراج کی فضیلت، شب قدر سے بھی زیادہ ہے" اور پھر اس رات میں لوگوں نے نمازوں کے بھی خاص خاص طریقے مشہور کر دیئے کہ اس رات میں اتنی رکعتیں پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں فلاں فلاں خاص سورتیں پڑھی جائیں۔ خدا جانے کیا کیا تفصیلات اس نماز کے بارے میں لوگوں میں مشہور ہوگئیں۔ خوب سمجھ لیجئے یہ سب بے اصل باتیں ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل اور کوئی بنیاد نہیں۔

شب معراج کی تعیین میں اختلاف:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ۲۷ رجب المرجب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وہی رات ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے، کیونکہ اس باب میں مختلف روایتیں ہیں، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ربیع الاول میں تشریف لے گئے تھے، بعض روایات میں رجب کا ذکر ہے، بعض روایات میں کوئی اور مہینہ بیان کیا گیا ہے، اس لئے پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کون سی رات صحیح معنی میں معراج کی رات تھی، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے۔

واقعہ معراج کی تاریخ کیوں محفوظ نہیں؟:

اس سے آپ خود اندازہ کرلیں کہ اگر شب معراج بھی شب قدر کی طرح کوئی مخصوص رات ہوتی اور اس کے بارے میں کوئی خاص احکام ہوتے جس طرح شب قدر کے بارے میں ہیں تو اس کی تاریخ اور مہینہ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا، لیکن چونکہ اس تاریخ کو محفوظ رکھنے کا اہتمام نہیں کیا گیا تو اب یقینی طور سے ۲۷ رجب کو شب معراج قرار دینا درست نہیں۔

وہ رات عظیم الشان تھی:

اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۷ رجب المرجب کو ہی معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے جس میں یہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا اور جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام قرب عطا فرمایا اور اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا اور امت کے لئے نمازوں کا تحفہ بھیجا۔ بے شک وہ رات بڑی عظیم الشان تھی، کسی مسلمان کو اس کی عظمت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی میں ۱۸ مرتبہ شب معراج کی تاریخ آئی لیکن:

لیکن یہ واقعہ معراج سن ۵ نبوی میں پیش آیا۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی بننے کے پانچویں سال یہ شب معراج پیش آئی جس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۸ سال تک آپ دنیا میں تشریف فرما رہے لیکن ان اٹھارہ سال کے دوران یہ کہیں ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے بارے میں کوئی خاص حکم دیا ہو یا اس کو منانے کا اہتمام فرمایا ہو یا اس کے بارے میں یہ فرمایا

ہو کہ اس رات میں شب قدر کی طرح جاگنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے، نہ تو آپ کا ایسا کوئی ارشاد ثابت ہے اور نہ آپ کے زمانے میں اس رات میں جاگنے کا اہتمام ثابت ہے نہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ صحابہ کرامؓ کو اس کی تاکید کی اور نہ صحابہ کرامؓ نے اپنے طور پر اس کا اہتمام فرمایا۔

اس کے برابر کوئی احمق نہیں:

پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد سو سال تک صحابہ کرامؓ دنیا میں موجود رہے۔ اس پوری صدی میں کوئی ایک واقعہ ایسا ثابت نہیں ہے جس میں صحابہ کرامؓ نے اس ۲۷ رجب کو خاص اہتمام کر کے منایا ہو۔ جو چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے نہیں کی۔ اس کو دین کا حصہ قرار دینا یا اس کو سنت قرار دینا یا اس کے ساتھ سنت جیسا معاملہ کرنا بدعت ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں (معاذ اللہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جانتا ہوں کہ کون سی رات زیادہ فضیلت کی ہوتی ہے یا کوئی شخص یہ کہے کہ صحابہ کرامؓ سے زیادہ مجھے عبادت کا ذوق ہے اگر صحابہ کرامؓ نے یہ عمل نہیں کیا کہ تو میں اس کو کروں گا تو اس کے برابر کوئی احمق نہیں۔

بنیئے سے سیانا سو باؤلا:

ہمارے والد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اردو میں ایک مثل اور کہاوت ہے جو ہندوستان کے اندر مشہور تھی اب تو لوگ اس کے معنی بھی نہیں سمجھتے، وہ یہ کہ: ''بنیئے سے سیانا سو باؤلا'' یعنی جو شخص یہ کہے کہ میں تجارت میں بنیئے سے زیادہ ہوشیار ہوں میں اس سے زیادہ تجارت کے گر جانتا ہوں تو حقیقت میں وہ شخص باؤلا یعنی پاگل ہے، اس لئے کہ بنیئے سے زیادہ تجارت کے گر جاننے والا اور کوئی نہیں ہے یہ تو عام ضرب المثل کی بات تھی۔

صحابہ کرامؓ سے زیادہ دین کو جاننے والا کون؟

لیکن جہاں تک دین کا تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ دین کو سب سے زیادہ جاننے والے، دین کو خوب سمجھنے والے دین پر مکمل طور پر عمل کرنے والے تھے، اب کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان سے زیادہ عبادت گزار ہوں تو حقیقت میں وہ شخص پاگل ہے، وہ دین کی فہم نہیں رکھتا۔

اس رات میں عبادت کا اہتمام بدعت ہے:

لہٰذا اس رات میں عبادت کے لئے خاص اہتمام کرنا بدعت ہے، یوں تو ہر رات میں اللہ تعالیٰ جس عبادت کی توفیق دے وہ بہتر ہی بہتر ہے، آج کی رات بھی جاگ لیں، کل کی رات جاگ لیں، اس طرح پھر ستائیسویں رات کو بھی جاگ لیں دونوں میں کوئی فرق اور کوئی نمایاں امتیاز نہیں ہونا چاہئے۔

۲۷ رجب کا روزہ ثابت نہیں:

اس طرح ۲۷ رجب کا روزہ ہے بعض لوگ ۲۷ رجب کے روزے کو فضیلت والا روزہ سمجھتے ہیں جیسے کہ عاشورہ اور عرفہ کا روزہ فضیلت والا ہے۔ اس طرح ۲۷ رجب کے روزے کو بھی فضیلت والا روزہ خیال کیا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک یا دو ضعیف روایتیں تو اس کے بارے میں ہیں، لیکن صحیح سند سے کوئی روایت ثابت نہیں۔

رات میں جاگ کر کون سی بُرائی کر لی؟

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ بعض لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اس رات میں جاگ کر عبادت کر لی اور دن میں روزہ رکھ لیا تو کون سا گناہ کر لیا؟ کیا ہم نے چوری کر لی؟ یا شراب پی لی؟ یا ڈاکا ڈالا؟ ہم نے رات میں عبادت ہی تو کی ہے اور اگر دن میں روزہ رکھ لیا تو کیا خرابی کا کام کیا؟

دین ''اتباع'' کا نام ہے:

تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ جتلا دیا کہ خرابی یہ ہوئی کہ اس دن کے اندر روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا اور خود ساختہ اہتمام والتزام ہی اصل خرابی ہے، میں یہ کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ سارے دین کا خلاصہ ''اتباع'' ہے کہ ہمارا حکم مانو، نہ روزہ رکھنے میں کچھ رکھا ہے، نہ افطار کرنے میں کچھ

اکابر کے نقشِ قدم کو حرزِ جاں بنایا جائے

مولانا زاہد الراشدی

آغا شورش کاشمیریؒ تحریک ختم نبوت کے سرگرم راہنما تھے، انہوں نے آزمائش اور امتحان کے ایک مرحلہ میں مخدوم العلماء حضرت مولانا عبدالہادی دین پوریؒ سے پوچھا کہ یہ آزمائش اور امتحانات مسلسل ہمارے پیچھے کیوں لگے رہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ''یہی تو ہمارے راستے کے سنگ میل ہیں، جن سے اندازہ ہوتا رہتا ہے کہ ہم صحیح سمت سفر کر رہے ہیں اور ہمارا رخ منزل ہی کی جانب ہے۔ اس لئے آزمائش اور مشکلات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں، یہ آتی ہیں اور گزر جاتی ہیں۔ اپنا کام دلجمعی اور حوصلہ کے ساتھ کرتے رہنا چاہئے اور اپنے بزرگوں اور اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی جدوجہد کو جاری رکھنا چاہئے۔''

ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم اپنے اکابر کا نام تو لیتے ہیں مگر ان سے واقف نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے حالات وخدمات کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے بزرگوں کے حالات اور طرزِ عمل سے آگاہی حاصل کی جائے اور ان کے نقش قدم کو حرزِ جاں بنایا جائے۔

رکھا ہے، نہ نماز پڑھنے میں کچھ رکھا ہے، جب ہم کہیں کہ نماز پڑھو تو نماز پڑھنا عبادت ہے اور جب ہم کہیں نماز نہ پڑھو تو نماز نہ پڑھنا عبادت ہے اور جب ہم کہیں کہ روزہ رکھو تو روزہ رکھنا عبادت ہے اور جب ہم کہیں روزہ نہ رکھو تو روزہ نہ رکھنا عبادت ہے اگر اس وقت روزہ رکھو گے تو یہ دین کے خلاف ہوگا تو دین کا سارا کھیل اتباع میں ہے اگر اللہ تعالیٰ یہ حقیقت دل میں اتار دے تو ساری بدعتوں کی خود ساختہ التزامات کی جڑ کٹ جائے گی۔

کونڈوں کی حقیقت:

شب معراج کی پھر بھی کچھ اصل ہے کہ اس رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اعلیٰ مقام پر تشریف لے گئے لیکن اس سے بھی زیادہ آج کل معاشرے میں فرض وواجب کے درجے میں جو چیز پھیل گئی ہے وہ کونڈے ہیں، اگر آج کسی نے کونڈے نہیں کئے تو وہ مسلمان ہی نہیں۔ نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔ روزے رکھے یا نہ رکھے، گناہوں سے بچے یا نہ بچے، لیکن کونڈے ضرور کرے اور اگر کوئی شخص نہ کرے یا کرنے والوں کو منع کرے تو اس پر لعنت اور ملامت کی جاتی ہے۔ خدا جانے یہ کونڈے کہاں سے نکل آئے اور قرآن وحدیث میں، صحابہ کرامؓ سے، تابعین سے یا تبع تابعین اور یا بزرگان دین سے کہیں اس کی کوئی اصل ثابت نہیں اور اس کو اتنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ گھر میں دین کا کوئی دوسرا کام ہو یا نہ ہو لیکن کونڈے ضرور ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ذرا مزہ اور لذت آتی ہے اور ہماری قوم لذت اور مزہ کی خوگر ہے کوئی میلہ ٹھیلہ ہونا چاہئے اور کوئی حظِ نفس کا سامان ہونا چاہئے اور ہوتا یہ ہے کہ جناب! پوریاں پک رہی ہیں، حلوہ پک رہا ہے اور ادھر سے ادھر جارہی ہیں اور ادھر سے ادھر آ رہی ہیں اور ایک میلہ ہو رہا ہے تو چونکہ یہ بڑا مزے کا کام ہے، اس واسطے شیطان نے اس میں مشغول کر دیا کہ نماز پڑھو یا نہ پڑھو، کوئی ضروری نہیں، مگر یہ کام ضرور ہونا چاہئے:

یہ امت خرافات میں کھوگئی:

بھائی! ان چیزوں نے ہماری امت کو خرافات میں مبتلا کر دیا ہے:

حقیقت روایات میں کھوگئی
یہ اُمت خرافات میں کھوگئی

کہ اس قسم کی چیزوں کو لازمی سمجھ لیا گیا اور حقیقی چیزیں پس پشت ڈال دی گئی، اس کے بارے میں رفتہ رفتہ اپنے بھائیوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ بہت سے لوگ صرف ناواقفیت کی وجہ سے کرتے ہیں، ان کے دلوں میں کوئی عناد نہیں ہوتا، لیکن دین سے واقف نہیں، ان بیچاروں کو اس کے بارے میں پتہ نہیں ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی ہوتی ہے اور گوشت ادھر سے ادھر جاتا ہے تو یہ بھی قربانی کی طرح کوئی ضروری چیز ہوگی، قرآن وحدیث میں اس کا بھی کوئی ثبوت ہوگا۔ اس لئے ایسے لوگوں کو محبت پیار اور شفقت سے سمجھایا جائے اور ایسی تقریبات میں خود شریک ہونے سے پرہیز کیا جائے۔

خلاصہ: بہرحال! خلاصہ یہ ہے کہ رجب کا مہینہ رمضان کا مقدمہ ہے، اس لئے رمضان کے لئے پہلے سے اپنے آپ کو تیار کرنے کی ضرورت ہے، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تین مہینے پہلے سے دعا بھی فرما رہے ہیں اور لوگوں کو توجہ دلا رہے ہیں کہ اب اس مبارک مہینے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلو اور اپنا نظام الاوقات ایسا بنانے کی فکر کرو کہ جب یہ مبارک مہینہ آئے تو اس کا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں صرف ہو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی فہم عطا فرمائے اور صحیح طور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔☆☆

۳ رمئی کو امریکا میں گستاخانہ خاکوں کی نمائش کا اعلان عالمی دہشت گردی ہے

گستاخانہ خاکوں کی نمائش کا اعلان تہذیبوں میں تصادم اور دنیا کا امن تباہ کرنے کی سازش ہے

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عمر حیات اور مولانا عبدالنعیم نے امریکہ میں ۳ رمئی کو پرائیویٹ کمپنیوں کی جانب سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے گستاخانہ خاکوں کی شیطانی نمائش لگانے کے اعلان کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے اسے عالمی دہشت گردی قرار دیا ہے، ایسا قبیح فعل کرنے والے تہذیبوں میں تصادم اور دنیا کا امن وامان تباہ کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔ علماء کرام نے مطالبہ کیا کہ او، آئی، سی اور مسلم امہ و مذہبی دنیا ۳ رمئی کو امریکا میں گستاخانہ نمائش بند کروائے کیونکہ گستاخانہ خاکے تہذیبوں میں تصادم اور دنیا کا امن تباہ کرنے کی سازش ہے، نفرتوں کے یہ سوداگر اس طرح کی ناپاک جسارت سے دنیائے امن انسانیت کو تہہ وبالا کر کے پوری دنیا کو جہنم کدہ بنانا چاہتے ہیں۔ علماء نے کہا کہ اگر گستاخانہ خاکوں کا یہ عمل جاری رہا تو پھر دنیا کا امن محض ایک خواب بن کر رہ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس ناپائیدار عارضی دنیا میں ہم انسانوں کی جسمانی ضرورتوں اور حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے ایک مخصوص نظام بنایا ہے، جس سے ہم ہر وقت مستفید ہوتے ہیں، پیاس لگتی ہے تو پانی تلاش کرتے ہیں اور سردی لگتی ہے تو آگ کی جستجو ہوتی ہے، پانی حاصل کرنے کے لئے ندی یا تالاب ڈھونڈتے ہیں تو آگ کے لئے بجلی، مٹی کا تیل یا لکڑی تلاش کرتے ہیں، بھوک لگتی ہے تو کھانا کھاتے ہیں اور تھکن سے پریشان ہوتے ہیں تو سو جاتے ہیں، اس لئے کہ یہ جہاں اسباب کی دنیا ہے، یہاں ہر کام کسی نہ کسی سبب سے انجام پاتا ہے۔ کام کرنے والی ذات رب الاسباب کی ہے جو اسباب کا خالق و مالک ہے اور جملہ اسباب کی زمام کار اسی کے قبضہ قدرت میں ہے بغیر اس کی اجازت کے کوئی سبب کچھ کام نہیں کرسکتا، یہاں تک کہ درخت کا ایک پتہ بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں گرسکتا۔

معجزات وکرامات

مولانا عبدالقادر پٹنی ندوی

جس طرح ہماری جسمانی حاجات کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان اسباب کا جال بچھا رکھا ہے، حالانکہ جسم عارضی وفانی ہے،

ارشاد ربانی ہے:

''منها خلقناکم وفيها نعيدکم تارة اخرى۔''

ترجمہ: ''ہم نے تم کو اس (مٹی) سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹا دیں گے۔''

اس سے ہر وقت ہم سب کو سابقہ پڑتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری معنوی و حقیقی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے بھی ایک نظام بنا رکھا ہے، جس کے مطابق اپنے کو ڈھالنے اور اس پر چلنے سے ہماری معنوی ضرورتیں بھی پوری ہوتی ہیں اور جسمانی طور پر بھی ہمیں سکون وچین حاصل ہوتا ہے، بلکہ آئندہ پیش آنے والی حقیقی، ابدی زندگی میں کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے۔

معنوی زندگی کا تعلق چونکہ روح سے ہے جو امر الٰہی اور بالائی حکم ہے، اس لئے اس روحانی نظام کے لئے بھی ایک ایسا نظام ہے جس کا تعلق عالم بالا سے ہے، وہیں سے وہ سارا نظام بنتا ہے اور چلتا ہے اور ہم تک پہنچتا ہے، اس نظام کا بانی بھی پروردگار اعلیٰ ہے اور جس کے ذریعہ اس کو چلایا جاتا ہے وہ بھی (ملائکہ رفرشتے) عالم بالا کی مخلوق ہوتے ہیں جو گناہوں سے پاک اور حکم خداوندی کے اطاعت شعار ہوتے ہیں: ''لا یعصون اللّٰہ ما امرهم ویفعلون ما یؤمرون۔'' ہر تہمت سے پاک اور امانت دار ہوتے ہیں۔ ''نزل به الروح الامین'' اور عام انسانوں تک اس نظام کے پہنچانے کے لئے جن انسانی ہستیوں کو منتخب کیا جاتا ہے وہ بھی اعلیٰ طبقہ کے اعلیٰ درجہ کے منتخب انسان ہوتے ہیں، جن کی ہر طرح کی بلندی عام انسانوں کے نزدیک مسلم ہوتی ہے، ان ہی کو نبوت و رسالت سے نواز کر نبی و رسول بنا کر بھیجا جاتا ہے، وہ شکل و صورت اور صوت و آواز میں حسن کے مالک ہوتے ہیں، وہ حضرات جس قوم و برادری میں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت و پیغام رسانی کا کام کرنا ہوتا ہے، انہیں میں پیدا ہوتے ہیں، بلند صلاحیتوں اور

غلام احمد پرویز کا مختصر تعارف

فتنۂ انکار حدیث کے بطور مستقل مکتب فکر اولین مرتب غلام احمد پرویز ولد چوہدری فضل دین، ہندوستان کے معروف شہر بٹالہ (ضلع گورداس پور) کی ایک بستی میں ۹رجنوری ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے، انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان ایک انگریزی اسکول سے دیا، بی اے کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی لاہور سے حاصل کی، پھر گورنمنٹ آف انڈیا میں سرکاری ملازمت اختیار کی اور بہت جلد ترقی پاکر ہوم ڈیپارٹمنٹ میں اونچے عہدے پر پہنچ گئے، کچھ عرصہ بعد غلام احمد پرویز کی ملاقات پروفیسر اسلم جے راجپوری سے ہوئی چونکہ صحبت عادات کے منتقل ہونے میں معاون ہوتی ہے، لہٰذا جو سوچ پروفیسر اسلم جے راجپوری کی تھی تھی، اس سوچ نے پرویز کی دین بیزار فطرت کو مزید اندھیرے میں دھکیل دیا اور یوں اسلم جے راجپوری کا ایک جانشین تیار ہوتا چلا گیا جو کہ بعد میں فتنۂ انکار حدیث کے نشر واشاعت کا بڑا ذریعہ بنا، اس نے لوگوں کو اسلام، دین اور علماء سے متنفر کرنا شروع کردیا اور اسلام کے لبادے میں قرآنی فکر اور قرآنی بصیرت جیسی پرکشش اور خوبصورت تراکیب استعمال کرکے لوگوں میں شرعی حدود وقیود میں آزاد زندگی کے رجحان کو فروغ دیا۔ یہاں تک کہ اس مکتب فکر نے اسلام کے بنیادی اعمال یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا مفہوم ہی بدل کر رکھ دیا۔ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اپنا نام اہل قرآن رکھا، حالانکہ انہوں نے آج تک قرآن سے متعلق کوئی خدمت نہیں کی۔

اعلیٰ اقتدار کے مالک ہوتے ہیں، قوم کی بڑی امیدیں ان سے وابستہ ہوتی ہیں اور قوم یہ کہنے پر مجبور ہوتی ہے کہ: "لقد کنت فینا مرجوا" (تم سے ہم بڑی امیدیں رکھتے تھے) اور بلند اقدار کو دیکھ کر "الصادق الامین" کے لقب سے نوازے جاتے ہیں۔

اسی وجہ سے جن لوگوں کی فطرت میں سلامتی ہوتی ہے وہ ان کی بات فوراً قبول کرتے ہیں، کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ذرا سوچ کر ان کی بات کے تسلیم کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں، لیکن ایک طبقہ وہ بھی ہوتا ہے جس کو ان کی بات ماننے میں اپنے مفادات قربان ہوتے نظر آتے ہیں، بلکہ ایسے لوگ اس بات سے بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں عالم لوگ ان نبیوں کی بات تسلیم نہ کرلیں، کیونکہ اپنی چودھراہٹ و سرداری کا اس میں بھی بھاری نقصان ان کو دکھائی دیتا ہے۔

اسی وجہ سے ایسے لوگ خود بھی ان نبیوں کی مخالفت کرتے ہیں اور عوام کو بھی ان کی بات ماننے سے روکنے کی سازشیں کرتے ہیں، آخر کچھ نہ بنے پر وہ نبیوں سے ایسی باتوں کا مطالبہ کرتے ہیں جو عام انسانی دنیا میں انہونی ہوتی ہیں، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نبیوں کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ان ظاہراً انہونی باتوں کو بھی ان کے ہاتھوں صادر کرکے دکھاتے ہیں، اسی خرق عادت (عموی نظام کے خلاف) بات کو معجزہ کہا جاتا ہے کیونکہ اب مخالفین ان کے پیغام کی تکذیب سے عاجز ہوتے ہیں، اسی وجہ سے ہم اس کو معجزہ کہتے ہیں حالانکہ قرآنی زبان میں اس کو معجزہ نہیں کہا گیا بلکہ آیت (آیات) اور دلیل و برحان کہا گیا ہے، کیونکہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت کی واضح کھلی ہوئی نشانیاں ہوتی ہیں۔

لیکن چونکہ ہٹ دھرمی والوں کو ان کی سچائی نہیں معلوم کرنی ہوتی بلکہ وہ ان کی سچائی کو تو خود جانتے ہیں: "واستیقنتہا انفسہم" (ان کے دلوں کو ان باتوں کا یقین ہوتا ہے) اس لئے ان معجزات کے دیکھنے سے ان کو ہدایت نہیں ملتی، البتہ ان کے بالقصد تکذیب اور حق کی مخالفت پر حجت قائم ہوجاتی ہے، چنانچہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکذیب کرنے والوں کی ہلاکت کے فیصلہ کے علاوہ کوئی سبیل نہیں رہ جاتی تاکہ تصدیق کرنے والوں کو بھی اپنی تصدیق کی حقانیت معلوم ہوکر مزید انشراح صدر نصیب ہو۔

جس قوم میں وہ نبی بناکر بھیجے جاتے ہیں عام طور پر معجزہ کا مطالبہ مرسل الیہ قوم کی طرف سے ہوتا ہے جو ایک طرح سے نبی کو عاجز کرنے کی مذموم کوشش اور گستاخی ہوتی ہے، ان کو سزا ملنے میں ان کی گستاخی بھی شامل ہوتی ہے اور ان کو بدنصیب بناتی ہے:

"باادب بانصیب، بےادب بےنصیب"

بہت سے سادہ لوح، سحر، شعبدہ بازی اور معجزہ میں فرق نہیں سمجھ پاتے، لیکن جب ایسے لوگوں کے سامنے حقیقت آجاتی ہے تو وہ حق کے ماننے پر مجبور ہوجاتے ہیں اور بڑی سے بڑی قوت ان کو نبوت کی حقانیت تسلیم کرنے سے روک نہیں سکتی۔

اسی لئے ساحرین فرعون جو گستاخ نہیں تھے، بلکہ حقیقت ان کے سامنے واضح نہ ہونے کی وجہ سے معجزات موسیٰ کو بھی جادو ہی سمجھ رہے تھے مگر جب بات واضح ہوگئی کہ یہ جادو نہیں بلکہ حقیقت ہے تو فوراً سر تسلیم خم کردیا اور اعلان کردیا کہ: "آمنا برب العالمین رب موسی وھارون" (ہم رب العالمین پر جو موسیٰ و ہارون کا رب ہے ایمان لائے) یہاں تک کہ فرعون جو ظاہری تمام قوتوں کا مالک تھا اور جو دل ودماغ میں آتا کرگزرتا تھا، ان کو بھی آخری درجہ کی سخت ترین دھمکی دی تو انہوں نے کوئی پروا نہیں کی بلکہ "فاقض ما انت قاض" (تم جو چاہو فیصلہ کرو) پکار اٹھے، کیونکہ ان کے سامنے آخرت کی زندگی کا مسئلہ تھا جو دنیوی مسائل سے بہت بڑا مسئلہ تھا، چنانچہ صراحت سے انہوں نے کہہ دیا: "انما تقضی ھذہ الحیاۃ الدنیا" (تم دنیا ہی کا فیصلہ کرسکتے ہو)۔

معجزہ، کرامت، جادو شعبدہ بازی بادی النظر میں ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں مگر معجزہ و

صحابہ کرامؓ آسمانِ نبوت کے درخشاں ستارے ہیں: مولانا آزاد

گوجرانوالہ.....جمعیۃ علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا حافظ گلزار احمد آزاد نے جامع مسجد راں والی فیروزوالہ میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرامؓ بغیر واسطہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد ہیں۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جنہیں خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان نبوت کے درخشاں ستارے ہونے کا اعزاز عطاء کیا۔ مولانا آزاد نے کہا کہ اللہ کریم نے نبوت عطاء کرکے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام بھیجے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے ہی صحابہ عطاء کئے جنہوں نے تھوڑی سے مدت میں پوری دنیا کو اسلام کی روشنی سے منور کردیا۔ انہوں نے کہا کہ سچ، عدل، حیاء اور تقویٰ کی صفات سے قوموں کو ترقی اور عروج حاصل ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ صداقت کے، حضرت عمرؓ عدالت کے، حضرت عثمانؓ حیاء کے اور حضرت علیؓ تقویٰ کے امام ہیں۔ امت محمدیہ آج بھی ان صفات کو اختیار کرکے اپنے ماضی کی روشن روایات دہرا سکتی ہے اور دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرسکتی ہے۔

کرامت حقیقت ہوتے ہیں اور دیگر محض دھوکا، معجزہ وکرامت میں بھی ایک لحاظ سے ایک طرح کا ہونے کے باوجود فرق ہوتا ہے، معجزہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے نہ کہ نبی کا اپنے ارادہ و اختیار سے، اسی طرح کرامت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے صادر ہوتی ہے، بندہ کی مشیت واختیار کا اس میں کوئی اثر نہیں ہوتا، مگر معجزہ یقینی ہوتا ہے اور قرآن کریم میں مذکور معجزات کا بھی حق ماننا ایسا ہی ضروری ہوتا ہے جیسے دیگر باتوں کا ماننا جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

کرامت میں عزت وتکریم ہے جو کسی اللہ کے بندہ سے لوگوں کی نظر میں اس کی عزت و مقام بڑھانے کے لئے صادر کرائی جاتی ہے، جس بندہ سے کرامت کا ظہور ہوتا ہے، وہ پہلے سے خدا کا مقبول بندہ ہوتا ہے، اسی لئے: ''الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیہم ولاھم یحزنون'' (آگاہ رہو! اللہ کے اولیاء پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں) کے ساتھ صراحتاً مذکور ہوا کہ: ''الذین آمنوا وکانو یتقون'' (اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں)۔

ہر ولی سے کرامت کا ظہور ضروری نہیں کہ جس سے کرامت کا ظہور نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ اور ولی نہیں ہے، اس لئے کہ ولایت کا تعلق ایمان اور عمل صالح سے ہوتا ہے جو علم اور نیک بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے، اسی وجہ سے یہ بات اجماعی طور پر تسلیم کر لی گئی کہ:

''بے علم نتواں خدا را شناخت''

نیز یہ کہ:

''صحبت صالح ترا صالح کند''

اسی وجہ سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو سب اللہ تعالیٰ کے ولی بلکہ ہمارے اصطلاحی اولیاء سے بہت بڑھ کر ہیں کہ ان کی ولایت قطعی ہے، رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا پروانہ اصلاً انہیں کے لئے ہے، دوسرے کے لئے ان کی اتباع میں ہے۔

ان تمام صحابہ کرامؓ میں بھی علم اور صحبت کی بنیادیں پختہ تھیں، صحبت تو ظاہر ہے کہ اسی وجہ سے صحابی کہلائے اور علم کا یہ حال ہے ان میں کی باندی تک ''امر'' (حکم) اور ''شفاعت'' (سفارش) کا فرق سمجھتی تھی جس کو عوام تو کیا خواص بھی شاید نہ سمجھتے ہوں گے اور بوڑھی عورت تک حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی جیسے جلیل القدر صحابی کی بات کی قرآن مجید کی آیت سے استدلال کر کے تردید کرنے کی جرأت کرتی تھی، جس کو حضرت عمرؓ بھی برملا قبول کر لیتے تھے۔

اولیاء اللہ کے بارے میں یہ تصور کہ اولیاء اللہ بااختیار ہوتے ہیں اور جو بات چاہیں خرق عادت کے طور پر کر سکتے ہیں، غلط ہے۔ کرامت سے بہت بڑھ کر معجزہ ہے، جنگ بدر میں ایسے شدید حالات تھے کہ اسلام کے ہمیشہ کے لئے بقاء و خاتمہ کا مسئلہ تھا، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں بھی اللہ تعالیٰ سے اس طرح آہ وزاری کر رہے تھے کہ دیکھنے والوں سے دیکھا نہ جاتا تھا اور عرض کرنے پر مجبور ہو گئے کہ:

''یارسول اللہ! بس فرمائیے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی۔''

خود اللہ کے ولی، اللہ تعالیٰ کی عظمت جوان کے پیش نظر ہوتی ہے، اس کے مقابلہ میں بندوں کی طرف سے ان کا اکرام دیکھ کر شرماتے ہیں بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے ان کی باتیں (کرامتیں) نہ آئیں۔

کرامت کا صحیح ہونا قرآن سے، حدیث سے، سیرت صحابہ سے اور تاریخ اولیاء سے ثابت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے شکور اور اپنے نیک بندوں کی مساعی کی قدردانی کے طور پر ہے، نہ کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر طرح کے اختیار حوالہ کر دینے کے طور پر کہ وہ جو چاہیں کر لیں، یا اللہ تعالیٰ کو اپنی بات ماننے پر مجبور کر دیں۔

جو کچھ ہے محض فضل خداوندی ہے اور بندوں کا دعا میں اصرار یہ اس کی کریم ذات کے فضل وکرم کی بنیاد پر ہے، ورنہ دوسری جانب خدا خدا ہے، مختار کل، قادر مطلق ہے باقی سب اس کے غلام اور اس کے بندے ہیں۔ ''اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ''

☆☆......☆☆

انتقال پُر ملال

فیصل آباد.... امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رضاکار مجاہد ختم نبوت حاجی محمد رفیق (بابا پوری) ۱۱؍مارچ ۲۰۱۵ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاجی صاحب مرحوم کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے پڑھائی۔ مولانا عبدالرشید غازی مبلغ فیصل آباد، مولانا سید حبیب احمد شاہ معاون مبلغ فیصل آباد، صاحبزادہ حافظ مبشر ایڈیٹر ماہنامہ لولاک، مولانا غلام محمد، مولانا خلیل الرحمن، مفتی بلال قاسمی سمیت کارکنان کی کثیر تعداد نے جنازہ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کی کامل مغفرت فرمائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

سعودی عرب کے تحفظ کے لئے فوج بھجوانی پڑے تو بھیجی جائے

باغیوں کے خلاف جنگ قرآن کا فیصلہ ہے: مفتی محمد رفیع عثمانی، مجھ جیسا بوڑھا بھی لڑنے کے لئے تیار ہے: ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مذاکرات متحارب گروپوں سے ہوتے ہیں، باغیوں سے نہیں: عامر لیاقت، سعودی سفیر کے عشائیے میں گفتگو

یمن جزیرہ عرب کا حصہ ہے، سعودی عرب کا ایران سے تنازع نہیں، وہ برادر ملک ہے: ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبداللہ العمار

کراچی (اسٹاف رپورٹر) پاکستان کے مختلف مکاتب فکر کے جید ممتاز اور عوام میں اثر و رسوخ رکھنے والے باعث احترام علماء کرام و ریسرچ اسکالرز اور مورخین نے یمن کو جزیرہ عرب کا حصہ قرار دیتے ہوئے پاکستان کی حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ مصلحتوں اور ہچکچاہٹ کا شکار ہونے کے بجائے بھرپور کھل کر ٹھوس موقف کا اظہار کرے اور حجاز مقدس کے تحفظ کے لئے پاکستانی افواج کو سرزمین مقدس بھیجنے میں تامل سے کام نہ لے بلکہ اس میں قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے برادر اسلامی ملک کی ہر ممکن اخلاقی، سیاسی، وفاقی اور حربی مدد کرے۔ سعودی قونصل خانے میں سعودی سفیر محمد عبداللہ بن عبدالدائم کی جانب سے سعودی عرب سے تشریف لائے ہوئے سعودی مشیر اعلیٰ ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبداللہ العمار کے اعزاز میں عشائیے اور ان کی جانب سے علماء کرام و عمائدین اور صحافیوں کو یمن کی صورت حال پر بریفنگ دیئے جانے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی نے کہا کہ باغیوں کے خلاف جنگ دراصل قرآن کا فیصلہ ہے اور سعودی حکومت اسی فیصلے پر عمل کرتے ہوئے حجاز مقدس کی جانب بڑھتے ہوئے قدموں کے آگے بند باندھ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عبدالعزیز العمار کی بریفنگ کے سبب حالات کو سمجھنے میں بڑی مدد ملی ہے اور اب صورت حال کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس و مہتمم ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کہا کہ سعودی عرب کے دفاع کے لئے مجھ جیسا بوڑھا اور کمزور بھی جنگ لڑنے کے لئے تیار ہے اور میں اس سلسلے میں پیچھے نہیں رہوں گا۔ انہیں نے کہا کہ تاریخ کو سمجھے بنا اس شورش پر بحث کرنا ظلم کو بڑھاوا دینے کے مترادف ہے اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یمن جزیرۂ عرب کا ایک حصہ ہے جس کا تحفظ کرنا سعودی عرب کا بنیادی حق ہے۔ جمعیت العلمائے پاکستان (نورانی) کے سربراہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر نے کہا کہ سعودی سفیر مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ہم سب کو یہاں جمع کر کے اتحاد و اتفاق کے پیغام کو عام کرنے کا عملی قدم اٹھایا۔ اُن کا کہنا تھا کہ اس کڑے وقت میں پاکستان کا ہر ایک شہری سعودی عرب کے ساتھ کھڑا ہے اور ہم اس معاملے میں پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں۔ ممتاز ریسرچ اسکالر اور سابق وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے قرآن و حدیث کے تاریخی حوالے دیتے ہوئے کہا کہ یمن کو جزیرۂ عرب سے الگ سمجھنا ایک غاصبانہ سوچ اور صحیح بخاری کی ان احادیث مبارکہ کی کھلی توہین ہے جن میں نجران، جازان اور العسیر کے خطوں کے وفود کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مبارک ملاقاتوں کا تذکرہ ہے اور ان علاقوں کو عرب کے علاقے شمار کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب کی حکومت سے نظریاتی اختلاف ہو سکتا ہے مگر سعودی عرب کے تحفظ کے لئے صرف اتفاق ہی اتفاق ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ مسلمانوں کے لئے مدینہ منورہ اور مکۃ المکرمہ سے زیادہ کچھ بھی اہم نہیں ہے اور جب ان دونوں مقدس مقامات کی نورانیت سے پورا عرب فیض پاتا ہے تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ان حالات میں ہم اپنے اس برادر اسلامی ملک کو تنہا چھوڑ دیں جس نے کم از کم ہمیں کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔ انہوں نے عبدالعزیز العمار کو یقین دلایا کہ پاکستان کا بچہ بچہ سعودی عرب کی خاطر کٹ مرنے کے لئے تیار ہے اور باغیوں سے مذاکرات کی کسی بھی کوشش کی یہاں سے حمایت نہیں کی جائے گی۔ جماعت اسلامی سندھ کے رہنما اسد اللہ بھٹو نے کہا کہ پاکستانی قوم کے دل سعودی عرب کے ساتھ دھڑکتے ہیں جس کی بنیادی وجہ ہمارا مکہ اور مدینہ سے قلبی تعلق ہے اور اس تعلق کو دنیا کی کوئی بھی طاقت ختم نہیں کر سکتی۔ جامعہ بنوریہ العالمیہ کے مہتمم مفتی محمد نعیم نے کہا کہ یہاں تمام مسالک کے افراد کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم سب دفاع حرمین کے لئے ایک ہیں اور ہماری اس ایکتا کا تعلق ہمارے مسالک یا ہمارے نظریات نہیں بلکہ ہمارا اسلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سعودی عرب سے تشریف لائے ہوئے معزز مہمان کو یقین دلاتے ہیں کہ حرمین شریفین کے تحفظ کی خاطر کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جائے گا۔ اس موقع پر مولانا عبدالرحمن رحمانی، مولانا عبدالرؤف، مولانا یوسف قصوری، قاری محمد عثمان اور حافظ محمد سلفی نے بھی خطاب کیا جبکہ جے یو پی کے رہنما صاحبزادہ شاہ اویس نورانی، صوبائی وزیر میر نادر علی مگسی، سلطان مسجد کے امام و خطیب، حاجی مسعود پاریکھ، قاری خلیل الرحمن جاوید، مفتی غلام رسول، مفتی زبیر عثمانی نے بھی سعودی مہمان سے اظہار یکجہتی کیا۔ قبل ازیں سعودی قونصل جنرل محمد بن عبداللہ عبدالدائم نے معزز مہمانوں اور بالخصوص سعودی مہمان کو خوش آمدید کہا اور ان سے درخواست کی کہ وہ یمن کی صورت حال پر بریفنگ دیں جس کے بعد انہوں نے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا کہ یمن میں بغاوت سے سعودی عرب کے ایران سے تعلقات متاثر نہیں ہوئے ہیں بلکہ جس طرح سعودی عرب ایک اسلامی ملک ہے۔ اسی طرح ایران بھی برادر اسلامی ملک ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ حوثی باغی صرف باغی ہیں جن کی جہاں سے بھی حمایت کی جائے گی وہ دراصل سعودی عرب کی سالمیت اور خود مختاری پر حملہ ہی تصور ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایران یا سعودی عرب کی جنگ یا خدانخواستہ فرقہ وارانہ لڑائی نہیں ہے بلکہ یہ دو ملکوں کی باغیوں کے خلاف جنگ ہے یعنی یمن اور سعودی عرب کی یہ ایک مشترکہ لڑائی ہے جو حوثی باغیوں کے خلاف لڑی جا رہی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۹ اپریل ۲۰۱۵)

مولانا محمد طلحہ کاندھلوی کی خدمت میں حاضری

مولانا مفتی سید زین العابدین

مؤرخہ ۱۰ر اپریل بروز جمعہ صبح گیارہ بجے خانقاہ شہید اسلام گلشن اقبال میں صاحبزادہ و جانشین حضرت شیخ الحدیثؒ اور نواسہ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری ہوئی، مصافحہ کی سعادت بھی ملی اور پندرہ سے بیس منٹ حضرت کے عین سامنے بیٹھنے اور گفتگو سننے کا شرف بھی نصیب ہوا، بندہ نے اپنی کتاب ''حیات شیخ زبیرؒ'' پیش کی تو بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ:

''آپ کی یہ کتاب ہمیں مل گئی تھی، کتاب میں مواد عمدہ ہے، ہندوستان میں شائع ہونے والا مولانا زبیر الحسنؒ کا دو صد صفحات پر مشتمل تذکرہ سے اچھی یہ کتاب ہے، البتہ یہ ہے کہ آپ کے ناشر نے اس میں ایسا گھٹیا کاغذ لگایا ہے کہ جس سے ہندوستان میں پنساری اپنی پڑیا بھی نہیں بنایا کرتا۔''

مزید فرمایا کہ:

''مولانا زبیر الحسنؒ کی اتنی ضخیم سوانح اور مولانا ہارون صاحبؒ کی سوانح نہ ہونے کے برابر؟، ان کی سوانح بھی مرتب کریں۔''

عرض کیا: حضرت! مولانا زبیر الحسن صاحبؒ کی تازہ تازہ وفات ہوئی تو ایک جذبہ تھا، اللہ نے کام کروا دیا، مولانا ہارون صاحبؒ کا تو بہت پرانا معاملہ ہے پھر ان پر مواد بھی نہیں۔''

اس مجلس میں مفتی خالد محمود صاحب، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب سمیت بہت سے علماء کرام موجود تھے۔ مولانا طلحہ صاحب بہت ہی زیرک اور تقویٰ والے انسان ہیں، جس کا مشاہدہ وہاں بیٹھ کر ہوا، اس کا اندازہ یہاں ذکر کردہ الفاظ سے نہیں ہو سکے گا۔

وہاں پر موجود ایک بزرگ سے راقم نے پوچھا کہ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ کو آپ نے دیکھا ہے؟ تو جواباً انہوں نے کہا کہ ''مولانا طلحہ صاحب ہو بہو شیخ الحدیثؒ ہیں (کچھ فرق کے ساتھ) شکل وشباہت کے ساتھ ساتھ عادات وصفات بھی بہت ملتی ہیں۔''

اگلے دن ہفتہ تھا، دوپہر تقریباً ساڑھے بارہ بجے حضرت دامت برکاتہم جامعہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے، جامعہ کے رئیس وشیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم (امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے بھرپور استقبال فرمایا اور طلباء کو مسجد میں جمع کر کے حضرت کا بیان کروایا، جب کہ اس سے قبل چناب نگر مدرسہ اور دفتر ختم نبوت میں حضرت نے خطاب فرمایا تھا، حضرت نے دورۂ پاکستان میں اپنے مختلف بیانات میں تعلیم، تبلیغ اور تزکیہ تینوں شعبوں کو ساتھ لے کر چلنے اور دینی کام کرنے والوں میں آپس میں جوڑ پر بہت زور دیا، مزید یہ کہ انگریزی طور طریقوں کو چھوڑ کر اسلامی تہذیب وتمدن اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ اس دفعہ یہ بات بطور خاص دیکھنے میں آئی کہ مجمع حضرت مولانا کی زیارت اور ایک جھلک دیکھنے کے لیے ٹوٹا پڑ رہا تھا، دعا ہے کہ اسی طرح اللہ ہمیں ان اکابر کے فرمودات وارشادات جو در حقیقت قرآن وسنت کی تشریح ہی ہے پر عمل کی بھی توفیق عطا فرمادیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت کے کچھ حالات ذکر کر دیے جائیں۔

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم ۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸ر مئی ۱۹۴۱ء بروز شنبہ، بمقام نظام الدین نئی دہلی میں پیدا ہوئے، آپ کے والد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ اور والدہ مجدد تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کی نیک سیرت صاحب زادی ہیں۔ اولاً قرآن پاک حفظ کیا، جو کہ نظام الدین اور سہارنپور دونوں جگہ ہوتا رہا، چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ چھ ماہ سہارنپور رہتی تھیں اور چھ ماہ نظام الدین اس لیے جہاں قیام ہوتا تھا وہیں تعلیم ہوتی تھی۔ نظام الدین قیام کے دوران وہاں کے حفظ کے اساتذہ سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی، پھر تلک الرسل کا پارہ سہارنپور میں بڑے بڑے اکابر سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ صبح حضرت شیخؒ کی تصنیف کے وقت میں گھر کی چھت پر حضرتؒ سے پڑھتے، تیسرے گھنٹہ میں صدر مفتی جامعہ مظاہر علوم حضرت مفتی سعید احمدؒ سے دار الافتاء میں پڑھتے اور پھر حضرت الحاج حافظ صدیق احمد صاحب مرزاپوریؒ سے پڑھتے، بعد ازاں تکمیل حفظ جناب الحاج حافظ صدیق صاحبؒ کے پاس ہی کیا۔ حفظ کا اختتام ۱۶ر رجب ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۹ر فروری ۱۹۵۶ء کو رائے پور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی مجلس مبارک میں ہوا، پہلی محراب ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۷ء کو مسجد شاہ جی والی دہلی میں سنائی، ختم کے دن کی آخری دو

رکعتیں حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے سامنے اُن کے حجرہ کے پاس آ کر پڑھیں وہیں ختم قرآن ہوا۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ (۵ دسمبر ۱۹۵۶ء) کو سہارنپور میں فارسی تعلیم کا آغاز ہوا، یکم شعبان ۱۳۷۶ھ میں فارسی کی تکمیل کے بعد عربی کی ابتدائی تعلیم کے لیے نظام الدین گئے، وہاں حضرت شیخ کے حکم سے مختلف اساتذہ سے مسلسل پانچ سال تعلیم حاصل کر کے ۱۳۸۱ھ میں واپس سہارنپور آئے۔ (اُس پانچ سالہ قیام میں ہر ماہ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے ساتھ سہارنپور تشریف لاتے) پھر جامعہ مظاہر علوم میں داخلہ لے کر شرح جامی، ہدایہ اولین، مقامات حریری وغیرہ پڑھیں، دورۂ حدیث آپ نے ۱۳۸۳ھ میں مدرسہ کاشف العلوم دہلی میں پڑھا، بخاری شریف آپ نے حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلویؒ سے، ترمذی و مسلم حضرت مولانا عبید اللہ بلیاویؒ سے، ابو داؤد شریف حضرت مولانا محمد اظہار الحسن کاندھلویؒ سے اور طحاوی شریف حضرت جی ثانی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ دینی تعلیم سے فراغت پا کر مولانا محمد ہارون کاندھلویؒ اور مولانا محمد زبیر الحسن کاندھلویؒ کی معیت میں حضرت مولانا عبد القادر رائے پوریؒ سے بیعت ہوئے۔ اور پھر حضرت رائے پوریؒ کی وفات کے بعد اپنے والد حضرت شیخ کی سرپرستی میں رہ کر ذکر و شغل میں مستعدی کے ساتھ مصروف ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ خود لکھتے ہیں:

"حضرت رائے پوریؒ کے انتقال کے بعد حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے معمولات کے متعلق ایک مدت کے بعد مولانا منور حسین صاحب کے متوجہ کرنے پر ذکر کی اجازت لی۔ حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا:

"ہاں پیارے! ضرور شروع کر لے اور صبح کو جب میں اُوپر دار التصنیف جاؤں گا تب پوچھ لیجئے۔" دار التصنیف میں خود اپنی جگہ بیٹھ کر طریقۂ ذکر بتلایا اور یہی تجدید بیعت کے مترادف ہو گیا۔

جو باتیں دریافت طلب ہوتی تھیں خود پوچھ لیا کرتا تھا باقاعدہ سلوک کے ذیل میں خط و کتابت کی نوبت نہیں آئی۔ جس نوعیت کا تعلق میرے دادا جان نور اللہ مرقدہٗ کا میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے ساتھ رہا اسی طرح کا تعلق حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا میرے ساتھ رہا، اس قسم کے واقعات سے پوری آپ بیتی بھری پڑی ہے۔ البتہ میرے دادا جان نور اللہ مرقدہٗ کا معاملہ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے ساتھ ۱۸ رسال کی عمر میں ختم ہو گیا تھا، مگر میرے ساتھ یہ معاملہ ذرا لمبا چلا۔"

(حضرت شیخ اور ان کے خلفاء، ۱۰۶)

ماہ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ میں حضرت شیخ نے خلافت عطا فرمائی، اور وہ عمامہ آپ کے سر پر رکھا جو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ نے حضرت شیخ کو اجازت کے وقت مدینہ طیبہ میں مرحمت فرمایا تھا۔ جب سے حضرت شیخ کے حجاز مقدس کے اسفار شروع ہوئے اس وقت سے حضرت شیخ کی نیابت کرتے ہوئے بہت اہتمام سے مجلس ذکر اور رمضان میں حضرت شیخ کی طرز پر اعتکاف کرواتے رہے، جب حضرت شیخ کو اس کی اطلاع ہوتی تو مسرت اور خوشی کا اظہار فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے۔

پھر جب آپ کو اجازت مل گئی تو حضرت شیخ بیعت کے الفاظ آہستہ آہستہ کہلواتے اور آپ وہی الفاظ زور زور سے کہلواتے، پھر کچھ عرصہ بعد عورتوں کی بیعت آپ کے ذمہ کر دی اور وصال سے چند سال قبل مردوں کی بیعت کے لیے بھی آپ کو حکم ہوا کرتا۔

حضرت شیخ کی وفات کے بعد شوال ۱۴۰۲ھ میں اُن کی جگہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے سرپرست بنائے گئے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ بھی آپ سے بڑی محبت فرماتے، انہوں نے آپ کا نام پیر صاحب رکھ دیا تھا، بوجہ اس واقعہ کے کہ ایک مرتبہ آپ بچپن میں کتب خانہ پر بیٹھے حضرت شیخ کو دیکھا دیکھی بطور کھیل بچوں کو بیعت کر رہے تھے، اتنے میں حضرت مدنیؒ تشریف لے آئے، اور آپ کو بچوں کو بیعت کرتے دیکھ کر فرمایا "مجھے بھی بیعت کر لیں" آپ نے بلا توقف کہہ دیا "آ جائیں" اور حضرت مدنیؒ کو بیعت کر لیا، جب حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا "طلحہ! تجھ سے چوک ہو گئی ایک چلہ ہی اُن سے مانگ لیا ہوتا۔"

"مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہٗ پر شروع سے حضرت مولانا عبد القادر رائے پوریؒ اور حضرت شیخ کے یہاں تشریف لانے والے اکابر و مشائخ کی خاص نگاہِ شفقت تھی، اور بعض اوقات حضرت رائے پوریؒ نے اُن کی خاطر اپنے اسفار ملتوی فرما دیے اور فرمایا کہ "طلحہ نے مجھے روک لیا۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ کو انتظامی صلاحیت، توازن واعتدال، تواضع اور خدمت کا جذبہ اور اصابت رائے کا جوہر عطا فرمایا ہے، جو ان کی پدری میراث بھی ہے۔ حضرت شیخ کے سہارنپور میں رمضان گزارنے کے آخر میں وہی بڑے محرک تھے، شیخ سے تعلق رکھنے والوں اور جن سے شیخ کو تعلق تھا کے مراتب کو وہ دوسروں سے زیادہ پہچانتے ہیں اور اسی کے مطابق ان سے معاملہ کرتے ہیں، شیخ نے ان کی خصوصی تربیت فرمائی اور امکانی حد تک اُن کے اندر صاحبزادگی اور مخدومیت کی بو نہیں پیدا ہونے دی، اسی لیے اُن کے دوروں اور شیخ کے اہل تعلق میں جانے کو ہمیشہ ناپسند کرتے رہے اور وہ خود بھی اس سے محترز رہے، شیخ کے آخری زمانہ قیام مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے مع والدہ صاحبہ کے ان کو حضرت شیخ کے پاس پہنچا دیا اور اُن کی خدمت کا پورا موقع دیا،

شیخ کی وفات پر انہوں نے اسی صبر وتحمل اور وقار و سکینت کا مظاہرہ کیا اور دوسروں کے لیے باعث تقویت وتسلی بنے، جیسے خود حضرت شیخ اپنی زندگی میں تعزیت کرنے والوں کے لیے بن جاتے تھے۔''

(تذکرہ مولانا زبیر الحسن کاندھلوی، محمود حسن حسنی ندوی)

دعوت وتبلیغ سے تعلق:

اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم خود تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے بارہا تبلیغی اجتماعات میں شرکت پر تحریری اور زبانی مسرت کا اظہار فرمایا اور میرے اجتماعات میں جانے پر اوروں کے نام خطوط میں بھی مسرت کے ساتھ دعائیں تحریر فرمائیں۔

حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے مدینہ طیبہ آجانے کے بعد علاقہ کے ہر اس اجتماع میں جس میں حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی کی شرکت ہوئی بندہ کی شرکت بھی ضرور ہوئی، اس کے علاوہ دور دور کے اجتماعات میں بھی شرکت رہی ہے۔''

(حضرت شیخ اور ان کے خلفاء،۱۰۶)

آپ کا نکاح مورخہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۶۱ء کو حضرت رائے پوریؒ کی مجلس میں حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے حضرت مولانا مفتی محمد افتخار الحسن کاندھلوی صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ) کی صاحبزادی سے پڑھایا، (اس مجلس میں تین نکاح ہوئے ایک آپ کا، دوسرا مولانا ہارون صاحب کا تیسرا مولانا عاقل صاحب کا) اس وقت تک کوئی اولاد نہیں، اس وقت جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے سرپرست اور خانقاہ رشیدیہ خلیلیہ کے سجادہ نشین ہیں، تبلیغی کام کی بھی سرپرستی فرماتے ہیں، حق تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ تادیر سلامت با کرامت رکھیں۔☆☆☆

حرام مال سے بچیں!

حدیث شریف میں ہے کہ: ''قیامت میں کسی بندے کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکیں گے، جب تک اس سے چار باتوں کا جواب نہ طلب کرلیا جائے (ان چار باتوں میں ایک بات یہ ہے) مال کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔''

مال خدا کا ایک عظیم عطیہ اور وہ ایک ایسی بیش بہا نعمت ہے جس سے دنیا و آخرت کے بے شمار کام ہوتے ہیں اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور شکر یہ ہے کہ اس کو صحیح مصرف میں خرچ کیا جائے اور صحیح طریقہ سے کیا جائے، یہ ہے اس کی صحیح قدر و قیمت، مال کے کمانے اور خرچ میں بے احتیاطی، مال کی بڑی بے قدری اور خدا کی نعمت کی بڑی ناشکری ہے، جو لوگ غلط طریقوں سے مال حاصل کرتے ہیں یا حرام طریقہ سے روپیہ کماتے ہیں وہ خدا کے ناشکر گزار اور خدا بیزار بندے ہوتے ہیں اور پھر ایسے مال کا نتیجہ بھی اکثر خراب ہوتا ہے، مال جس طرح آتا ہے اسی طرح چلا جاتا ہے، مثل مشہور ہے: ''مال حرام بود بجائے حرام رفت'' ان کی روزی میں کوئی برکت نہیں ہوتی بلکہ ایسا مال بعض دفعہ وبال جان بن جاتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان مرد وعورت کماتے وقت اور خرچ کرتے وقت اس کو ضرور سوچ لے کہ یہ مال کس طریقہ سے آرہا ہے اور کس راستہ سے جا رہا ہے، سب ہی جانتے ہیں کہ ناجائز طریقے کیا ہیں؟ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ چوری کا مال، غصب کا مال، رشوت کا مال، سودی مال، جھوٹ بول کر یا ملاوٹ کر کے یا ناپ تول میں کمی کر کے کمایا ہوا مال، مستحقین کے نام سے زکوۃ، صدقہ، فطرہ، چرم قربانی وغیرہ کی رقم حاصل کر کے اپنے تصرف میں لانا، جعلی پیر یا فقیر بن کر جاہلوں اور سادہ لوحوں کو لوٹنا، ان کے عقائد اور ایمان برباد کرنا، جھوٹی گواہی دے کر یا دلا کر روپے وصول کرنا، دھوکا اور فریب دے کر چھپایا ہوا مال ناجائز اور حرام ہے، ایسے مال میں ایسی تجارت میں، ایسی جائیداد میں نہ کوئی برکت ہوتی ہے نہ خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے، یہ مال ایک چھاؤں ہے، ابھی آیا ابھی گیا۔ اس دنیا میں چاہے یہ ساتھ دے جائے لیکن آخرت میں وبال جان بن کر رہتا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ ایسی مثالیں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں کہ اس طرح کے مال دار لوگ دنیا میں بھی خراب نتیجہ رکھتے ہیں۔

اسی طریقہ سے اس پر بھی نظر رکھنی چاہئے کہ مال کہاں خرچ ہو رہا ہے؟ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ مال تو صحیح طریقہ سے حاصل کیا گیا مگر خرچ غلط جگہ ہوا یا ناجائز کام کیا گیا اور اس میں وہ مال خرچ کیا گیا، جیسے اسراف، غلط رسوم، رشوت دینا یا مال سے غلط کام کرنا، یہ طریقہ بھی مہلک اور ایمان کے لئے زہر ہے، اس طرح خرچ کرنے سے آخرت تو برباد ہوتی ہی ہے مگر دنیا بھی بگڑتی ہے۔

صد ہا مثالیں ایسی ملیں گی اور ہر خاندان میں ملیں گی کہ کل کے دولت مند آج کے مفلوک الحال ہیں، کل جن کے یہاں شادیانے بجتے تھے، آج ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں، کل جن کی ڈیوڑھی پر ہاتھی بندھتے تھے، آج ان کے پیر میں جوتا بھی صحیح سلامت نہیں، یہ ساری صورتیں مال کی ناقدری اور غلط جگہوں پر خرچ کرنے کا نتیجہ ہیں، اگر آپ کو اس میں شک ہے تو ذرا اپنے خاندان کی شادیوں، رسوم و رواج کے موقعوں پر جیسے عقیقہ، ختنہ، تسمیہ خوانی، منگنی اور دوسرے مواقع کا جائزہ لیجئے تو آپ آسانی سمجھ جائیں گے۔

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

آٹھویں قسط

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

اسی طرح فقیہ حنبلی شیخ موفق رحمہ اللہ نے مغنی میں لکھا ہے کہ بجز ان مصارف کے جن کا بیان قرآن کریم میں مذکور ہے اور کسی نیک کام میں مال زکوۃ خرچ کرنا جائز نہیں، جیسے مساجد یا پلوں اور پانی کے سبیلوں کی تعمیر، یا سڑکوں کی درستی یا مردوں کو کفن دینا یا مہمانوں کو کھانا کھلانا وغیرہ جو بلاشبہ موجب ثواب ہیں، مگر مصارف صدقات میں داخل نہیں۔

ملک العلماء نے بدائع میں ادائیگی زکوۃ کے لیے شرط تملیک کی یہ دلیل دی ہے کہ قرآن میں عموماً زکوۃ اور صدقات واجبہ کا لفظ ایتاء کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، جیسے: ''أقاموا الصلوة، وأتوا الزكوة، أقيموا الصلوة وأتو الزكوة، إقام الصلوة وإيتاء الزكوة، أتوا حقَّهٗ يومَ حصاده۔'' وغیرہ اور لفظ ''إیتاء'' لغت میں عطاء کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے مفردات القرآن میں فرمایا: ''والإيتاء'' ''الإعطاء'' وخص وضع الصدقة في القرآن بالإيتاء'' یعنی ''إیتاء'' کے معنی عطاء کرنے کے ہیں اور قرآن میں صدقہ واجبہ ادا کرنے کو ''إيتـــاء'' کے لفظ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے'' اور ظاہر ہے کہ کسی کو کوئی چیز عطاء کرنے کا مفہوم حقیقی یہی ہے کہ اس کو اس چیز کا مالک بنادیا جائے۔

(معارف القرآن، ج:۴، ص:۴۱۰)

اور علاوہ زکوۃ وصدقات کے بھی ''إيتـــاء'' قرآن کریم میں مالک بنادینے ہی کے لیے استعمال ہوا ہے، مثلاً: ''أٰتُوا النِّسَـــاءَ صَدُقَاتِهِنَّ'' یعنی ''دے دو عورتوں کو ان کے مہر۔'' ظاہر ہے مہر کی ادائیگی جب ہی تسلیم ہوتی ہے جب مہر کی رقم پر عورت کو مالکانہ قبضہ دے دے۔

دوسرے یہ کہ قرآن کریم میں زکوۃ کو صدقہ کے لفظ سے تعبیر فرمایا ''إِنَّمَـــا الصَّـدَقَـــاتُ لِلْفُقَرَاءِ'' اور صدقہ کے معنی حقیقی یہی ہیں کہ کسی فقیر حاجت مند کو اس کا مالک بنادیا جائے، کسی کو کھانا کھلا دینا یا رفاہِ عام کے کاموں میں خرچ کردینا حقیقی معنی کے اعتبار سے صدقہ نہیں کہلاتا۔ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے ''فتح القدیر'' میں فرمایا کہ: حقیقت صدقہ کی بھی یہی ہے کہ کسی فقیر کو اس مال کا مالک بنادیا جائے، اسی طرح جصاص رحمہ اللہ نے ''أحـــكام القرآن'' میں فرمایا کہ: لفظ صدقہ تملیک کا نام ہے۔

(اصول جصاص، ج:۲، ص:۱۵۲)

تملیک سے متعلق علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''بدائع الصنائع'' میں لکھا ہے:

''وقد أمر اللّٰه تعالى الملاك بإيتاء الزكوة بقوله وأتوا الزكوة والإيتاء هو التمليك ولذا سمى اللّٰه تعالى الزكوة صدقة بقوله عزوجل: ''إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ'' والتصدق التمليك۔'' (بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۳۹)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم ''وأتوا الزكوة'' کے ذریعے مالکین نصاب کو زکوۃ کا حکم دیا ہے اور ایتاء (بمعنی اعطاء) تملیک ہی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کا نام صدقہ رکھا ہے۔ ارشاد ہے: ''إِنَّمَـــا الصَّدَقَـــاتُ لِلْفُقَرَاءِ'' اور تصدیق وہی تملیک ہے۔''

ایک اور مقام پر علامہ کاسانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

''وأما ركنهٗ فهو التمليك لقوله تعالى ''وأتوا حقهٗ يومَ حصاده'' والإيتاء هو التمليك۔'' (بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۶۳)

ترجمہ: ''رہا زکوۃ کا اہم رکن تو وہ تملیک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وأتوا حقهٗ يومَ حصاده'' اور اس کی کٹائی کے وقت اس کا حق دو۔ یہاں ایتاء سے مقصود تملیک ہی ہے۔''

علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے تملیک کے اثبات کے لیے مندرجہ ذیل آیات کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

''وأما النص فقوله تعالى: ''إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ'' ، وقوله عزوجل: ''وَفِىٓ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ'' والإضافة بحرف اللام تقتضي الاختصاص بجهة الملك إذا كان المضاف إليه من أهل الملك۔''

(بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۴)

علامہ کاسانی رحمہ اللہ کی بات روز مرہ کے محاوروں اور گفتگو کے مطابق بھی ہے، مثلاً: ایک آدمی نے دوسرے سے کہا: میں نے یہ ہزار روپے تم کو دے دیئے تو اس میں مالک بنانے کی تصریح کی ضرورت ہی نہیں۔ جب کہہ دیا کہ دے دیئے تو یہی تملیک ہے۔ لہٰذا غامدی صاحب یا امین احسن اصلاحی صاحب کی بات غلط ہے کہ تملیک نص سے ثابت نہیں ہے۔ خود نص جب تملیک کے معنی میں ہے تو مزید تصریح کلام کو حشو کی طرف لے جائے گی، مثلاً یوں کہے کہ میں اس سو روپے کو تجھے بطور تملیک دیتا ہوں، اس طرح کوئی نہیں کہتا۔ غامدی صاحب کی عبارت کے آخری

جملے یہ ہیں:

"چنانچہ زکوٰۃ جس طرح فرد کے ہاتھ میں دی جاسکتی ہے، اسی طرح اس کی بہبود میں بھی خرچ کی جاسکتی ہے۔"

ان جملوں سے غامدی صاحب نے مجتہدانہ رنگ ظاہر کرکے زکوٰۃ کے حساس اور محفوظ ومخصوص مال کو غیر محفوظ بنا کر معاشرہ کے ہر فرد اور ہر کس وناکس کے ہاتھ میں دے دیا، چنانچہ غامدی صاحب نے اس جملہ سے مال زکوٰۃ فقراء اور مساکین کے ہاتھوں سے کھینچ کر حکومتی اداروں اور افسروں کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور ان کی ذہنی سوچ کے مطابق فرد کی بہبود میں تو سینما، شراب خانے، جوا خانے، پہلوانوں کے اکھاڑ خانے، بھینسوں کے باڑے، بازاروں میں ٹی وی مراکز، ٹی وی اور ریڈیو اسٹیشن، قصاب خانے اور مختلف صنعتوں کے کارخانے، سکول وکالج اور یونیورسٹیوں کی عمارات اور شہر میں بڑی بڑی چورنگیاں اور بڑے بڑے پارک اور ورزش کے بڑے بڑے گراؤنڈ یہ سب فرد کی بہبود کی اشیاء ہیں۔ اب غامدی صاحب بتائیں کہ اسلامی معاشرہ میں غریب طبقہ کے لیے مخصوص شدہ مال زکوٰۃ کہاں گیا؟ چنانچہ آج کل غامدی صاحب کے اجتہاد کے مطابق زکوٰۃ کے ساتھ حکومت پاکستان یہی کھیل کھیل رہی ہے۔

غامدی صاحب زکوٰۃ کے مصارف کو عام کرکے اور ان مصارف میں نیا اجتہاد کرکے اسے ایک کھیل بنانے کے لیے لکھتے ہیں:

"تیسری بات یہ کہ زکوٰۃ کے جو مصارف قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں ان کی رو سے یہ صرف غرباء ومساکین ہی پر صرف نہیں کی جائے گی، بلکہ اس کے ساتھ "العاملین علیہا" کے تحت اوپر سے لے کر نیچے تک ریاست کے ملازمین کے مشاہرے اور "المؤلفة قلوبهم" کے تحت اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں تمام سیاسی اخراجات اور "ابن السبیل" کے تحت سڑکوں اور پلوں وغیرہ کی تعمیر کی ذمہ داریاں بھی اس کے مصارف میں شامل ہیں۔ (منشور، ص:۱۰)

تبصرہ:...... جس طرح غامدی صاحب نے اپنے منشور کی دفعہ ۵ کی ابتداء میں زکوٰۃ کو فرد کے ہاتھ سے نکال کر اس کی بہبود کی طرف عام کیا اور زکوٰۃ کو فری فنڈ کی حیثیت سے پیش کیا، یہاں مصارف کے بیان میں "العاملین علیہا" کو اتنا عام رکھا ہے کہ زکوٰۃ کی شرعی حیثیت ہی گم ہوگئی، حالانکہ قرآن کی آیت کے مذکورہ جملے کا مطلب تو یہ ہے کہ ان اموال زکوٰۃ کے اکٹھا کرنے پر جو کارکن مقرر ہیں، ان کارکنان کو بطور حق الخدمت زکوٰۃ کی رقم سے ان کی مقررہ تنخواہ دی جاسکتی ہے، وہ بھی اعتدال کے ساتھ۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ حکومت کے جس شعبے میں کام کرنے والے جو ملازم ہیں اوپر سے نیچے تک سب کو زکوٰۃ کی رقم سے تنخواہ دی جاسکتی ہے۔ غامدی صاحب کے اجتہاد کی رو سے حکومت کے بڑے بڑے وزراء، گورنر اور ان کے ماتحت صوبے کے سارے کارندے اور ملازمین کی تنخواہیں زکوٰۃ کی رقم سے دی جاسکتی ہیں، مثلاً: ریاست کے ملازم، ڈی آئی جی اور فوجی چیف آف اسٹاف اور خود نظریاتی کونسل کے سابق ممبر جاوید احمد غامدی صاحب اور نچلے طبقے تک ملک کے سارے ملازم وچپراسی خواہ وہ مسلمان ہوں یا کچھ اور ہوں، سب کے سب اموال زکوٰۃ کو شیر مادر سمجھ کر کھاسکتے ہیں: "فیا للعجب علی هذا المتجدد"۔

حضرات مفسرین نے "العاملین علیہا" کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے معارف القرآن میں بطور خلاصہ اس کو اس طرح نقل فرمایا ہے:

"تیسرا مصرف "العاملین علیہا" یہاں عاملین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کی طرف سے صدقات زکوٰۃ وعشر وغیرہ لوگوں سے وصول کرکے بیت المال میں جمع کرنے کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں۔ یہ لوگ چونکہ اپنے تمام اوقات اس خدمت میں خرچ کرتے ہیں اس لیے ان کی ضروریات کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت نے مصارف زکوٰۃ میں ان کا حصہ رکھ کر یہ متعین کردیا کہ ان کا حق الخدمت اسی مد زکوٰۃ سے دیا جائے گا۔"

(معارف القرآن، ج:۴، ص:۳۹۷)

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ:

"البتہ یہ ضروری ہوگا کہ عاملین کی تنخواہیں نصف زکوٰۃ سے بڑھنے نہ پائیں، اگر زکوٰۃ کی وصول یابی اتنی کم ہو کہ عاملین کی تنخواہیں دے کر نصف بھی باقی نہیں رہتی تو پھر تنخواہوں میں کمی کی جائے گی، نصف سے زائد صرف نہیں کیا جائے گا۔" (معارف القرآن، ج:۴، ص:۳۹۸)

اب ناظرین دیکھ لیں کہ مفسرین کیا لکھ رہے ہیں اور جناب غامدی صاحب اپنے اجتہاد کے ساتھ کہاں بھٹک رہے ہیں۔ عاملین کے لفظ میں قصدی غلطی کرکے غامدی صاحب نے عام نوکر مراد لے۔

غامدی صاحب نے اپنے منشور:۱۰ پر "المؤلفة القلوب" کی تشریح میں لکھا ہے کہ: "اس کے تحت اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں تمام سیاسی اخراجات شامل ہیں۔" (ص:۱۰)

تبصرہ:...... "مؤلفة القلوب" تالیف قلب سے ہے، آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں بعض نومسلموں کے ایمان بچانے کے لیے یا بعض سخت ●

معاندین کے شر سے بچنے کے لیے یا بعض غیر مسلموں کو ایمان کی طرف راغب کرنے کے لیے زکوٰۃ کی مد سے کچھ دیا جاتا تھا، لیکن اسلام کو جب اللہ تعالیٰ نے شوکت عطا فرمائی تو ''مؤلفۃ القلوب'' کا یہ مصرف حضرت عمر فاروق ؓ کے زمانہ میں موقوف ہوگیا، گویا یہ حکم ایک علت کے تحت تھا، جب علت نہ رہی تو حکم بھی نہ رہا، البتہ بعض علماء نے اس مصرف کو منسوخ نہیں کہا ہے اور لکھا ہے کہ اگر آئندہ کمزور احوال پیدا ہوجائیں تو یہ مصرف باقی رہے گا۔

تاہم تفسیر مظہری اور تفسیر قرطبی نے واضح تصریح کی ہے کہ ''مؤلفۃ القلوب'' کو جو کچھ دیا گیا تھا، وہ قطعاً اموال زکوٰۃ سے نہیں تھا، بلکہ اموال غنائم یا خمس وغیرہ سے دیا گیا تھا، اور جن کو دیا گیا تھا وہ لوگ مسلمان تھے، چنانچہ تفسیر قرطبی میں امام قرطبی ؒ لکھتے ہیں: ''وبالجملة فكلهم مؤمنون ولم يكن فيهم كافر''۔ یعنی خلاصہ یہ ہے کہ ''مؤلفۃ القلوب'' سب کے سب مسلمان ہی تھے، ان میں کوئی کافر شامل نہیں تھا۔ اسی طرح تفسیر مظہری میں بھی ہے کہ ''لم يثبت أن النبي ﷺ أعطى أحدا من الكفار للإيلاف شيئا'' یعنی یہ بات کسی روایت سے ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کافر کو مال زکوٰۃ میں سے تالیف قلب کے لیے کوئی حصہ دیا ہو۔'' (معارف القرآن، ج:۴، ص:۴۰۱)

اب ایک طرف مفسرین ''مؤلفۃ القلوب'' کی تفسیر یہ لکھتے ہیں جو اوپر گزری اور دوسری طرف غامدی صاحب بڑے شد و مد کے ساتھ لکھتے ہیں کہ تمام ''سیاسی اخراجات'' ''مؤلفۃ القلوب'' کے پیش نظر اموال زکوٰۃ سے ادا کئے جائیں گے۔ اب سیاسی اخراجات کو لوگ یہی سمجھیں گے جو آج کل سیاسی فضاء اور سیاسی گروہ بندیاں ہیں، پس جن کی حکومت ہوگی وہ اموال زکوٰۃ سے دوسری پارٹی کے اسمبلی ممبروں کو خرید کر اپنی پارٹی میں شامل کریں گے۔ اسی طرح انتخابی سرگرمیاں اموال زکوٰۃ سے پوری کی جائیں گی۔ اب سوال یہ ہے کہ غامدی صاحب آخر کس قرآن وحدیث یا فقہی فتاویٰ کی بنیاد پر یہ نئی بات چلا رہے ہیں، جس کے تحت ذاتی اغراض ومفادات پوشیدہ ہیں؟ اگر یہ غامدی صاحب کے اجتہاد کا حصہ ہے تو میں نے بار بار کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ بھائی غامدی صاحب آپ مجتہد نہیں ہیں اور نہ آپ میں اجتہاد کی صلاحیت وقابلیت ہے۔ بہرحال غامدی صاحب زکوٰۃ کو فری فنڈ بنا کر حکومتی اداروں کے لیے تر لقمہ بنانا چاہتا ہے اور اسی طرح آج کل ہو رہا ہے۔

غامدی صاحب نے اپنے منشور کے اسی صفحہ دس میں ''ابن السبیل'' کے مصرف کے بارے میں لکھا ہے:

''اور ''ابن السبیل'' کے تحت سڑکوں اور پلوں وغیرہ کی تعمیر کی ذمہ داریاں بھی اس کے مصارف میں شامل ہیں۔'' (منشور، ص:۱۰)

تبصرہ:...... یہ بھی غامدی صاحب کی اسی بنیادی غلطی کا نتیجہ ہے، جس میں موصوف نے زکوٰۃ کے مصارف پر تملیک ذاتی کی شرط کو غلط قرار دیا اور تمام فقہاء پر قرآن وحدیث سے ناواقفیت کا الزام عائد کیا اور پھر اپنے غلط مقاصد میں زکوٰۃ کو اتنا عام کیا کہ ہر کس وناکس اس کا حقدار بنا۔ شریعت نے مسافروں کا خیال رکھا تھا، غامدی صاحب رفاہ عامہ کی فکر میں ہیں۔ مفسرین نے اس مصرف کو مسافرین تک محدود رکھا ہے، البتہ سفر کے اقسام مختلف ہوسکتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ نے اس مصرف سے متعلق ''معارف القرآن'' میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے، وہ اس طرح ہے:

''آٹھواں مصرف ''ابن السبیل'' ہے۔ ''سبیل'' کے معنی راستہ، اور ''ابن'' کا لفظ اصل میں تو بیٹے کے لیے بولا جاتا ہے، لیکن عربی محاورات میں ابن اور اب اور اخ وغیرہ کے الفاظ ان چیزوں کے لیے بھی بولے جاتے ہیں جن کا گہرا تعلق کسی سے ہو، اسی محاورہ کے مطابق ''ابن السبیل'' راہ گیر ومسافر کو کہا جاتا ہے، کیونکہ اس کا گہرا تعلق راستہ قطع کرنے اور منزل مقصود پر پہنچنے سے ہے، اور مصارف زکوٰۃ میں اس سے مراد وہ مسافر ہے جس کے پاس سفر میں بقدر ضرورت مال نہ ہو، اگرچہ اس کے وطن میں اس کے پاس کتنا ہی مال ہو، ایسے مسافر کو مال زکوٰۃ دیا جاسکتا ہے، جس سے وہ اپنے سفر کی ضروریات پوری کرلے اور وطن واپس جاسکے۔''

(معارف القرآن، ج:۴، ص:۴۰۹)

''ابن السبیل'' کا مصرف حضرت مفتی محمد شفیع ؒ نے مفسرین کی تفاسیر کی روشنی میں واضح فرمادیا۔ یہاں نہ پلوں کا ذکر ہے اور نہ سڑکوں کا ذکر ہے اور نہ غامدی صاحب کے اشارات کا ذکر ہے۔ زکوٰۃ سے متعلق ابتداء سے غامدی صاحب کے منشور پر جو کچھ میں نے لکھا ہے، میں غامدی صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ کے دسیوں شعبے ہیں اور اس کے دینے نہ دینے اور فضائل ومسائل کے اہم مباحث ہیں، ان میں سے کسی سے آپ نے تعرض نہیں کیا، اگر آپ کو خیال آیا تو صرف زکوٰۃ کی تملیک کا خیال آیا، آخر اس سے آپ کی غرض کیا ہے؟ شاید جناب کو فریضۂ زکوٰۃ کی تشریحات اور تفصیلات میں فقہاء کرام پر اعتراض کرنا مقصود تھا اور زکوٰۃ کو حکومتی اداروں کے لیے تر لقمہ بنانے کا خیال تھا اور اپنے مرشد عام امین احسن اصلاحی کے نظریۂ تملیک زکوٰۃ کی تائید وتوثیق کرنا مطلوب تھا۔ امین احسن اصلاحی نے مسئلہ تملیک زکوٰۃ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ (جاری ہے)

اخلاصِ عمل اور نام و نمود

حافظ محمد عادل ولیجہ

انسان کو کسی عمل کی ترغیب اس کی درستگی اور اس میں کوشش پر آمادہ کرنے والی بہت سی چیزیں ہیں۔ ان میں سے بعض ایسی ہیں جنہیں بوقت عمل دیکھا جاسکتا ہے اور بعض وہ ہیں جو دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہیں اور شاید عمل کرنے والا اس پوشیدہ چیز کا بعض دفعہ ادراک بھی نہیں کر پاتا کہ کس چیز نے اسے اس عمل پر آمادہ کیا، کس چیز نے اسے ترک کرنے پر آمادہ کیا، کیونکہ عمل پر آمادہ کرنے والی یہ چیز دل کی تہ میں چھپے ہوئے راز کی طرح ہے اس کا مرکز جسے ہم نفس، ضمیر، ذات یا من کہہ سکتے ہیں، ہوتا ہے۔

بنی نوع انسان کی طبیعتوں کا حال سب کو معلوم ہے ان کی طبیعتوں کی پہچان کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ آپ خود ہی دیکھیں کہ انسان آپ کے سامنے کس حال میں ہوتا ہے، اگر اپنے آپ سے محبت، اپنے مال کی محبت یا اپنی ذات پر فخر یا اپنے آپ کو برتر ثابت کرنے کی کوشش کرے تو یہ سب خصلتیں انسان کی طبیعت میں ودیعت ہیں۔ اکثر اوقات اپنے آپ کو برتر سمجھنے یا کسی کو بُرا سمجھنے یا کسی کی برابری کرنے یا اپنی بڑائی دکھانے کا عمل، یہ سب کا سب لوگوں کے ساتھ بات چیت میں ظاہر ہوجاتا ہے اور یہ سب کچھ لوگوں کے درمیان ہوتا رہتا ہے۔

اسلام ان تمام اعمال و افعال و اقوال میں خاص طور سے نیت دیکھتا ہے جو ان چیزوں کا اصل محرک ہے۔ اسلام دیکھتا ہے کہ اس کی نیت کیا ہے؟ پس اسلام کے نزدیک عمل کی قدر و قیمت اس وقت درست ہوگی جب ان افعال کے صادر ہونے کی نیت درست ہوگی۔

اگر نیت وجہ اور سبب درست ہے تو اس اچھے عمل کی بہترین جزا ہے کیونکہ اس نے ایسا اچھا عمل کیا جس میں اخلاص ہے۔ خیر و شر دونوں ہر شخص کے نفس و ذات میں داخل ہو کر اسے عمل خیر و شر پر آمادہ کرتے ہیں۔

یہ آمادگی سلبی ہو یا ایجابی جیسا کہ علمائے نفسیات کا کہنا ہے۔ مگر آفرین ہے اسلام پر کہ وہ کسی صورت میں بھی اس نیکی کو قبول نہیں کرتا نہ اجر دیتا ہے جس میں بدنیتی شامل ہو۔ مثلاً کسی کی خدمت مال وغیرہ وصول کرنے خاطر کی، جہاد میں مال حاصل کرنے کی غرض سے شریک ہوئے یا ریاکاری کی غرض سے کوئی کام کیا۔ ان نیتوں سے نفس پاک ہوجانا چاہئے، جو بھی نیکی کی جائے اس میں صرف اور صرف اللہ رب العزت کی خوشنودی چاہئے تب ہی وہ قبول ہوگی اور نیکی گنی جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس نیکی کا اجر ہے۔ جسے قرآن میں ان الفاظ سے بیان فرمایا گیا:

ترجمہ: ’’ہم تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر کھلا رہے ہیں ہم تم سے اس کا کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہی ہم اس کا شکریہ چاہتے ہیں۔‘‘ (الدھر:۷۶)

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے:

دلوں میں صحیح نیت اور ارادے نفسانی خواہشات سے محفوظ و مامون رکھنے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

’’تمام انسانوں کے اعمال کا دار و مدار صرف نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیتوں ہی پر اجر ملتا ہے، تو جس کسی شخص نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی (یعنی وہ اس ہجرت سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے رسول کی خوشنودی چاہتا تھا) تو درحقیقت اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کے لئے ہے (بے شک وہی سچا مہاجر ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہت بڑا اجر ہے) اور جو کوئی دنیوی غرض کی نیت سے ہجرت کرے گا تو اسے دنیا ہی ملے گی (آخرت میں اس ہجرت کا اسے کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا) یا وہ کسی عورت سے نکاح کی نیت سے ہجرت کرے گا تو اس عورت سے نکاح تو کرلے گا (لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے کوئی اجر نہیں) فی الواقع اس نے جس غرض سے ہجرت کی ہوگی وہی اسے ملے گی۔‘‘ (بخاری شریف)

اس حدیث شریف کا اصل منشا یہ ہے کہ امت مسلمہ کے ہر فرد پر یہ واضح ہوجائے کہ کسی بھی عمل کی اچھائی یا برائی کا انحصار نیت پر ہے اگر کسی اچھی نیت سے کوئی عمل کیا ہے اور اچھی نیت یہی ہے کہ آدمی جو بھی عمل کرے اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہی ملحوظ خاطر رکھے اور یہ یاد رہے کہ کسی کے سامنے یہ کہنے سے بات نہیں بنتی کہ میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کے تمام اعمال کی خبر رکھتا ہے: ’’واللہ علیم بذات الصدور‘‘ اللہ تعالیٰ تو سینوں کے ہر

بھید جانتا ہے۔

پس جس کسی نے اپنے دین کو فتنہ وفساد سے بچانے کے لئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کیا تا کہ ایک نئے شہر میں اسلامی حکومت قائم کی جائے وہ مہاجر ہے اور جنہوں نے دیگر امور کی خاطر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ سفر کیا اس نے تو کوئی ہجرت نہیں کی، ورنہ ہزاروں لوگ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ سفر کرتے رہے ہیں اور ان کے اغراض و مقاصد کچھ اور تھے مثلاً اپنی زندگی بچانی تھی یا کسی سے ملنا تھا یا کسی مال وغیرہ کے حاصل کرنے کا ارادہ تھا، تو یہی فرق ہے مہاجر اور مسافر میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث مبارک میں یہی بات صاف اور واضح طور سے بیان فرمادی۔

بے شک اللہ رب العالمین کے لئے خلوص دل اور درست نیت کا ہر عمل انسان کے اخلاق کو ممتاز کرتا ہے اور اس کے عمل خیر کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور اگر نیتیں خالص نہ ہوں اور صرف بغیر کسی خالص نیت کا کوئی عمل ہو تو وہ عمل برائی کی طرف لے جاتا ہے اور اس عمل کے کرنے میں صرف ناکامی اور نقصان ہی اٹھانا پڑتا ہے۔

مثلاً اگر کوئی شخص ایک محل تعمیر کرے، جس میں بڑے بڑے عظیم الشان کمرے ہوں اور اس محل کے صحن میں ایک ایسا باغ لگائے جس میں درختوں کی میووں سے بھری ڈالیاں جھکی پڑی ہوں اور وہ اسی مضبوط قلعے میں رہتا ہو اور اسے لوگ بادشاہ سمجھیں اور اس قلعے و باغ سے اس کی نیت انسانوں کی نفع رسانی مقصود ہو تو اس کے لئے منقطع نہ ہونے والا اجر و ثواب ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادات ہے:

"کسی قسم کی زیادتی اور ظلم کے بغیر کسی نے کوئی عمارت تعمیر کی یا کوئی باغ لگایا اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو فائدہ ہو تو اس کے لئے ہمیشہ جاری رہنے والا اجر ہے۔" (مسند احمد)

مزید فرمایا:

"کسی بھی مسلمان نے کوئی باغ لگایا کوئی کھیتی آباد کی اور اس میں سے پرندوں اور انسانوں نے کچھ کھالیا تو اس مسلمان کے لئے اس میں صدقہ ہے (نیکی) ہے۔" (مسلم شریف)

اخلاصِ عمل کی بہت برکت ہے:

بلکہ اسلام نے یہاں تک آسانی دی ہے کہ نفس کی ضروریات کی ادائیگی میں اگر نیت خالص ہو، اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہو اور مقصد نیک ہو تو یہ عمل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اعمال میں شمار ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد اپنی بیوی سے وظیفہ زوجیت کی ادائیگی اس نیت سے کرے کہ اس کی عفت وعصمت کی حفاظت ہو اور اس کا دین سلامت رہے اور اللہ تعالیٰ اسے نیک و صالح اولاد عنایت فرمائے تو اس کے لئے اس میں بھی اجر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک: "کئی ایک باتوں میں تمہارے لئے نیکی ہے۔"

جو تم کھاؤ صحت بدن کے لئے یا اپنی بیوی بچوں کو کھلاؤ اگر نیک نیتی سے ہو تو اس کا بھی اجر و ثواب ہے۔

حضرت ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو کچھ بھی تو خرچ کرتا ہے اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے تو اس میں تمہارے لئے اجر ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی ایک لقمہ بھی بیوی کو کھلاؤ گے تو اس میں بھی تمہارے لئے اجر ہے۔" (بخاری شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک:

"یعنی جو تو اپنے آپ کو کھلائے وہ تیرے لئے نیکی اور جو اپنے بیٹے کو کھلائے وہ بھی نیکی ہے اور جو تو اپنے خادم کو کھلائے وہ بھی تیرے لئے نیکی ہے (اگر خالص اللہ کی رضا کے لئے ہو)۔" (مسند احمد بن حنبل)

یہاں بھی نیتوں ہی کا عمل دخل ہے۔

اللہ کے ہاں خالص نیت کی قدر ہے:

حق تو یہ ہے کہ جب کسی نے رضائے الٰہی کے لئے اسلام قبول کیا اور اپنی نیت بھی خالص کردی تو اب اس کا چلنا پھرنا اور اس کا اٹھنا بیٹھنا، اس کا سونا جاگنا سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور سب باعث اجر و ثواب ہوگا اور اگر مال اور طاقت کی کمی کی وجہ سے یہ اچھے اعمال کرنے سے عاجز ہوگا تو اللہ تعالیٰ تو طبیعتوں میں چھپی ہوئی حالتوں کو اچھی طرح جانتا ہے، جو شخص اپنے نفس کی اصلاح و تربیت کے لئے دل و جان اور خلاص نیت سے کام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرمادیتے ہیں اور اسے مجاہدین کا درجہ عطا کردیتے ہیں، کیونکہ ہمت کی بلندی اور خالص نیت ہی کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر ہے اگر وسائل میسر نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

غزوۂ تبوک میں ایسا ہی واقعہ ہوا کہ چند آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کفار سے جنگ کرادیں اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جنگی سامان سے آراستہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، وہ لوگ واپس ہوگئے لیکن ان کے دلوں میں رنج وغم تھا کہ میدان جنگ سے پیچھے رہ گئے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی:

"اور اسی طرح ان لوگوں پر بھی کوئی

مواخذہ نہیں جنہوں نے خود آ کر آپ سے درخواست کی تھی کہ ہمیں سواریاں عنایت کی جائیں اور جب آپ نے ان سے یہ فرمایا کہ میرے پاس تمہارے لئے سواریاں نہیں ہیں، تو وہ رنجیدہ وغمزدہ لوٹ گئے اور ان کی حالت یہ تھی کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور (اس بات پر) بہت ہی رنجیدہ تھے کہ وہ اپنے خرچ پر جنگ میں شرکت کی استطاعت نہیں رکھتے۔"

(التوبہ:۹۲)

کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں یہ یقین راسخ اور شوق ورغبت کی یہ گہرائی رائیگاں جائے گی؟ ہرگز نہیں! اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات (صحابہ کرامؓ) کے ایمان واخلاص پر فخر کرتے تھے، پس آپ نے تمام لشکر سے ارشاد فرمایا:

"جو لوگ مدینہ منورہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے وہ اس وادی اور اس گھاٹی میں ہمارے ساتھ ہیں ان کے عذر کے مطابق۔" (بخاری شریف)

سچی اور خالص نیت کی وجہ سے انہیں مجاہدین کا سا ثواب ملا، کیونکہ وہ پیچھے اس لئے رہ گئے تھے کہ مالی لحاظ سے کمزور تھے۔ استطاعت نہیں تھی اور اگر سچی نیت انسان کے جی میں گھر کر جائے تو اس کی نیکی کو قبولیت کا شرف بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ خالص نیت انسان کو عمل صالح پر آمادہ کرتی ہے اور اس کی وجہ سے انسان معصیت سے بچ جاتا ہے ورنہ بربادی ہی بربادی ہے۔ نہ دنیا ملتی ہے نہ ہی دین میں اس کا کوئی حصہ ہوتا ہے۔

دین کے ارکان میں ریاکاری سے بچنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی نمازوں میں غفلت برتتے اور سستی کرتے ہیں اور جو لوگ (اپنی نمازوں میں) ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (کسی کو) دینے سے گریز کرتے ہیں۔"

(الماعون:۴-۷)

نماز میں ریاکاری بڑا گناہ ہے اور اگر کسی بھی عبادت کی نیت نیک نہ ہو تو وہ بالکل بے فائدہ اور بے مقصد ہے اس کو عمل خیر نہیں کہا جاسکتا اسی طرح زکوٰۃ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے صحیح دل سے ادا کی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ کرلیا تو عنداللہ قبول ہے۔ ورنہ ایک بے کار اور باطل عمل ہے۔

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اے ایمان والو! اپنے صدقات و خیرات کو احسان جتلا کر اور تکلیف وایذا دے کر اس شخص کی طرح برباد نہ کرو جو اپنا مال صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے یہ نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ ہی آخرت پر۔ اس کے خرچ میں (ریاکاری کی) مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان ہو جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی ہو، اس پر زور سے بارش برسی تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان رہ گئی ایسے لوگوں کے ہاتھ (نیکی کا کوئی حصہ) کچھ بھی نہیں آتا۔" (البقرہ:۲۶۴)

یعنی خرچ بھی کیا لیکن نیت خالص نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہوگیا۔

خلوص سے خالی دل میں کبھی بھی قبولیت کے بیج نہیں اُگتے، جیسے وہ پتھر جس پر مٹی جمی ہو اور مٹی ڈھل جائے تو خالی صاف پتھر پر کچھ نہیں اُگتا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیسی بہترین مثال سے اس کو بیان کیا ہے، کہتے ہیں:

زمین شور سنبل برنیارد
درو تخم عمل ضائع مگرداں

ترجمہ: بنجر زمین میں سنبل نہیں اُگتا، اس میں عمل کے بیج ضائع نہ کرے دھوکے کا لباس کبھی فائدہ نہیں دیتا۔

مگر خلوص دل سے کی ہوئی نیکی سے برکت اور رحمت کے پھول اُگ آتے ہیں اور اخلاص سے کی ہوئی تھوڑی سی نیکی بھی اجروثواب میں پہاڑوں جیسا وزن رکھتی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مبارک مشہور ہے:

"اپنے دین کو خالص (لوجہ اللہ) کردے تھوڑا سا عمل بھی تیرے لئے کافی ہوگا۔"

نیکیوں کے اجر میں عنداللہ عدد کا جو اختلاف ہے کہ دس گنا سے اجر میں سات سو گنا تک کا اضافہ کردیا جاتا ہے، دراصل اس کی وجہ وہی اخلاص عمل کا پوشیدہ راز ہے جو دلوں ہی میں چھپا ہوتا ہے اور اسے صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتے ہیں اور اس اخلاص کو دیکھ کر ہی اللہ تعالیٰ نیکیوں میں زیادتی فرمادیتے ہیں۔ عمل میں صرف ظاہری حالتوں کو نہیں دیکھا جاتا اور نہ ہی ظاہری دنیا کو دیکھا جاتا ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے جو بندے چھپ کر اخلاص نیت سے نیکی کرتے ہیں، ان کی نیکیوں میں اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ اضافہ فرماتے ہیں اور ان کے وہ اعمال جو اللہ کی رضا کے لئے ہوں انہیں قبول فرماتا ہے اور اس کے علاوہ دنیاوی زیب وزینت اور تکلفات اور بناوٹی باتوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر وقیمت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ یعنی دلوں میں اخلاص دیکھتا ہے کہ کس نیت سے یہ عمل کیا گیا۔"

(مسلم)

☆☆......☆☆

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی

چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ

پانچویں قسط

حافظ عبید اللہ

اب ہم واپس آتے ہیں اور اس روایت پر اصول حدیث کی رو سے بات کرتے ہیں۔

روایت ''لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم'' کے بارے میں ائمہ حدیث کی آراء

سب سے پہلے ہم اس روایت کے بارے میں چند ائمہ حدیث کی آراء ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد ہم اس کی سند پر بات کریں گے۔

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری

لکھتے ہیں: ''ثم اعلم أن حدیث: لا مھدي الا عیسیٰ ابن مریم ضعیف باتفاق المحدثین'' جان لو کہ ''لا مھدي الا عیسیٰ'' والی حدیث کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد 10، صفحہ 101، دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ محمد بن علی الشوکانی

''لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم: قال الصغاني موضوع'' اس حدیث کے بارے میں امام صغانی (حسن بن محمد الصغانی، وفات 650ھ) نے کہا ہے کہ یہ موضوع (من گھڑت) حدیث ہے۔ (الفوائد المجموعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، صفحہ 439، طبع المکتب الاسلامی)

نوٹ: امام صغانیؒ نے یہ بات اپنی کتاب ''الدُر المُلتقط فی تبیین الغلط'' میں ذکر کی ہے (الدر الملتقط، صفحہ 34، روایت نمبر 44، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام شمس الدین ذھبیؒ

''لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم، وھو خبر مُنکر أخرجه ابن ماجة'' یہ روایت منکر ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔(میزان الاعتدال، جلد 4، صفحہ 107، مؤسسۃ الرسالۃ فی ترجمۃ محمد بن خالد جندی)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ

''والحدیث الذی فیه لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم رواه ابن ماجة وھو حدیث ضعیف'' وہ حدیث جس میں ہے کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم اور جو ابن ماجہ نے روایت کی ہے ضعیف ہے۔(منھاج السنۃ النبویۃ، جلد 4، صفحات 101، 102، جلد 8، صفحہ 256)

علامہ محمد عبدالعزیز فرھاریؒ

یہ بیان کرتے ہوئے کہ احادیث متواترہ میں یہ بات آئی ہے کہ مہدی اہل بیت میں سے ہوں گے اور وہ زمین میں حکمرانی بھی کریں گے اور ان کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگی، آگے بیان کرتے ہیں کہ ان متواتر روایات کے خلاف اگر کوئی روایت ہے تو وہ صحیح نہیں، اور انہی روایات میں سے ''لا مھدي الا عیسیٰ'' والی روایت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وکذا ما قیل أنه عیسیٰ علیه السلام بن مریم مستدلاً بحدیث لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم لأن الحدیث لا یصح.....'' اسی طرح جو یہ کہا جاتا ہے کہ مہدی تو حضرت عیسیٰ بن مریم ہی ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم (تو یہ استدلال بھی صحیح نہیں) کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔'' (النبراس فی شرح شرح العقائد، صفحہ 315)

اس روایت کی سند

آیئے اب اس روایت کی سند پر بات کرتے ہیں، اس روایت میں ایک راوی ہے ''محمد بن خالد الجَنَدی الصنعانی'' اس کے بارے میں امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:

''قال ابو الفتح الازدي: مُنکر الحدیث، وقال الحاکم: مجھول، قلتُ: ھو صاحب الحدیث المُنکر: لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم'' ابوالفتح ازدی کہتے ہیں: یہ منکر الحدیث ہے (یعنی منکر حدیثیں روایت کیا کرتا تھا)، امام حاکمؒ کہتے ہیں: یہ مجہول ہے، میں کہتا ہوں (یعنی امام ذہبیؒ کہتے ہیں) کہ اسی راوی نے یہ منکر حدیث روایت کی ہے لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم۔ (تاریخ الاسلام للذھبی، جلد 4، صفحات 1193، 1194، طبع دار الغرب الاسلامی)

امام جرح و تعدیل حافظ جمال الدین مزیؒ لکھتے ہیں:

''وقال الحافظ البیھقي: ھذا حدیث تَفرَّدُ به محمد ابن خالد الجَنَدي، قال ابو عبدالله الحافظ: محمد بن خالد رجل مجھول،

واختلفوا في اسناده...... ''امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث (یعنی لا مهدي الا عیسیٰ) صرف محمد بن خالد جندی نے روایت کی ہے، ابوعبداللہ الحافظ (یعنی امام حاکمؒ) نے فرمایا ہے کہ: محمد بن خالد ایک مجہول شخص ہے، نیز اس روایت کی سند میں اختلاف بھی ہے (جس راوی سے محمد بن خالد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اسکا نام ابان بن صالح ہے اور کہیں ابان بن ابی عیاش ہے۔ناقل)۔ (تہذیب الکمال، جلد25، صفحہ 149 طبع موسسۃ الرسالۃ)

پھر آگے لکھتے ہیں:۔

''قال البیهقي: فرجع الحدیث الی روایة محمد بن خالد الجَنَدي، وهو مجهول، عن أبان بن أبي عیاش وهو متروک .... والأحادیث في التنصیص علی خروج المهدي أصح اسناداً وفیها بیان کونه من عترة النبي ﷺ'' امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث محمد بن خالد جندی کی طرف لوٹتی ہے اور وہ مجہول راوی ہے، اور (ایک روایت میں۔ناقل) وہ ابان بن ابی عیاش سے روایت کرتا ہے جو کہ متروک راوی ہے...... (آگے لکھتے ہیں)...... وہ احادیث جن کے اندر خروج مہدی کا ذکر ہے ان کی سندیں زیادہ صحیح ہیں اور ان (صحیح روایات میں۔ناقل) میں یہ بیان ہوا ہے کہ مہدی آنحضرت ﷺ کی عترت سے ہوں گے۔

(تہذیب الکمال، جلد25، صفحہ 150)

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

''قال أبو الحسین محمد بن الحسین الآبري في کتاب مناقب الشافعي: محمد بن خالد هذا غیر معروف عند أهل الصّناعة من أهل العلم والنقل، وقد تواترت الأخبار واستفاضت عن رسول الله ﷺ بذکر المهدي، وأنه من أهل بیته، وأنه یملک سبع سنین، وأنه یملأ الارض عدلاً، وأن عیسیٰ یخرج فیساعده علی قتل الدجال، وأنه یؤم هذه الأمة، ویُصلي عیسیٰ خلفه، وقال البیهقي: تفرّد به محمد بن خالد هذا، وقد قال الحاکم أبوعبدالله: هو مجهول'' محمد بن حسن آبریؒ نے مناقب الشافعیہ میں فرمایا ہے کہ یہ محمد بن خالد (الجندی) اہل علم اور اہل نقل کے نزدیک غیر معروف ہے (یعنی مجہول ہے۔ناقل)، جبکہ مہدی کا ذکر تو آنحضرت ﷺ کی متواتر احادیث میں وارد ہوا ہے، جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ مہدی آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوں گے، وہ سات سال تک حکومت بھی کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، اور یہ بھی بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے خروج کے بعد دجال کو قتل کرنے میں وہ ان کی مدد بھی کریں گے، اور وہ (مہدی علیہ الرضوان) اس امت کی امامت بھی فرمائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے، اور امام بیہقیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت صرف محمد بن خالد نے روایت کی ہے اور امام حاکمؒ نے فرمایا ہے کہ وہ مجہول ہے۔ (المنار المنیف فی الصحیح والضعیف، صفحہ 142)

اس کے بعد حافظ ابن قیمؒ نے وہ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن کے اندر ''حضرت مہدی علیہ الرضوان'' کا ذکر ہے اور پھر ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے جو ''لا مهدي الا عیسیٰ'' والی روایت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں لکھتے ہیں:۔

'' واحتج اصحاب هذا بحدیث محمد بن خالد الجَنَدي المتقدم، وقد بیّنّا حاله بأنه لایصح، ولوصح لم یکن فیه حُجة، لأن عیسیٰ أعظم مَهدي بین یدي رسول الله ﷺ وبین الساعة، وقد دلّت السنة الصحیحة عن النبي ﷺ علی نزوله علی المَنارة البیضاء شَرقيّ دمشق وحُکمه بکتاب الله، وقتله الیهود والنصاریٰ، ووضعه الجزیة، واهلاک أهل الملل في زمانه...... الخ'' یہ نکتہ نظر رکھنے والے خالد بن محمد الجندی کی اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں جو پہلے گذری (یعنی لا مهدي الا عیسیٰ۔ناقل) اور (خالد بن محمد جندی) کا حال ہم پہلے بیان کر چکے، اور یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے، اور اگر (بالفرض) صحیح بھی ہو تو اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں (کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) آنحضرت ﷺ اور قیامت کے درمیان سب سے بڑے مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تشریف لائیں گے (یہ توجیہ اس لئے ضروری ہے کہ) نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) دمشق کے مشرقی حصہ میں سفید منارہ پر نازل ہوں گے، اور آپ نازل ہوکر اللہ کی کتاب (قرآن) کے مطابق فیصلے فرمائیں گے، اور یہود ونصاریٰ کو قتل کریں گے (اگر وہ ایمان نہ لائیں گے۔ناقل)، اور جزیہ قبول نہیں کریں گے، اور ان کے زمانے میں تمام (باطل) ملتوں والے ہلاک کر دیے جائیں گے۔

(المنار المنیف، صفحہ 148)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

''محمد بن خالد الجَنَدي، بفتح الجیم والنون، المؤذن، مجهول'' محمد بن

خالد جندی، جیم اور نون پر زبر کے ساتھ، جنھیں مؤذن کہا جاتا ہے، یہ مجہول ہیں۔ (تقریب التہذیب، صفحہ 840 طبع دار العاصمہ)

امام ابن الجوزیؒ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قال ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائي: هذا حدیث منکر، وقال البیهقي: تفرد بهذا الحدیث محمد بن خالد الجندي قال: قال أبو عبدالله الحاکم: محمد بن خالد رجل مجهول"

امام نسائیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے، امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ: یہ حدیث صرف محمد بن خالد جندی نے بیان کی ہے اور امام حاکمؒ نے فرمایا ہے کہ: محمد بن خالد ایک مجہول شخص ہے۔ (العلل المتناهیة في الأحادیث الواهیة، جلد 1، صفحات 862، 863، دار الکتب العلمیة)

کیا امام یحییٰ بن معینؒ نے محمد بن خالد جندی کو ثقہ کہا ہے؟

قارئین محترم! ہم نے مختصر طور ائمہ حدیث وائمہ جرح وتعدیل کے بیانات آپ کے سامنے پیش کیے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت جس میں ہے کہ "عیسیٰ بن مریم ہی مہدی ہیں" صحیح نہیں بلکہ بعض ائمہ نے اسے موضوع بھی کہا ہے، نیز اس کا راوی محمد بن خالد جندی مجہول الحال ہے، لہٰذا ایسی روایت اُن صحیح احادیث کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں جن کے اندر یہ بیان ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان عترت رسول ﷺ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، آپ کا نام "محمد بن عبداللہ" ہوگا (ملا علی قاری "یواطئ، اسمه اسمي واسم ابیه اسم ابي" کی تشریح میں لکھتے ہیں "فیکون محمد بن عبدالله" کہ آپ کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد 10، صفحہ 90 دار الکتب العلمیة بیروت)، نیز احادیث صحیحہ میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپ کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور پہلی نماز آپ ہی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔

اس کے جواب میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ "محمد بن خالد جندی" مجہول نہیں ہے جیسے امام حاکمؒ نے کہا ہے بلکہ امام یحییٰ بن معینؒ نے اسے ثقہ بتایا ہے اور حوالے کے طور پر حافظ ابن کثیرؒ کو پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ:

"ولیس هو بمجهول کما زعمه الحاکم بل قد رُوي عن ابن معین انه وثّقه"

(محمد بن خالد جندی) مجہول نہیں ہے جیسا کہ امام حاکمؒ نے گمان کیا ہے بلکہ امام (یحییٰ) ابن معین سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسے ثقہ کہا ہے۔ (البدایة والنهایة، جلد 17، صفحہ 46، دار ابن کثیر)

اسی طرح امام ذہبیؒ کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے کہ:

"ذکره ابن الصلاح في أمالیه، ثم قال: محمد بن خالد شیخ مجهول، قلتُ: وقد وثقه یحییٰ بن معین والله أعلم......"

ابن صلاحؒ نے اپنی امالی میں کہا ہے کہ محمد بن خالد مجہول ہے، میں (یعنی امام ذہبی۔ ناقل) کہتا ہوں کہ یحییٰ بن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (میزان الاعتدال، جلد 4، صفحہ 107 طبع دار الرسالة العالمیة)

تو حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ابن معینؒ سے یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے محمد بن خالد جندی کی توثیق کی ہے اور امام ذہبیؒ بھی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے، اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ کی طرف سے یہ توثیق کہاں بیان ہوئی ہے؟

اصل میں حافظ جمال الدین مزیؒ نے اپنی کتاب "تہذیب الکمال" میں امام آبریؒ کی "مناقب شافعی" کے حوالے سے ایک روایت ذکر کی ہے، جس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ نے محمد بن خالد الجندی کو ثقہ کہا ہے، آیئے پہلے وہ روایت پوری پڑھتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ آیا اس روایت کے بل بوتے پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ نے اس راوی کو ثقہ کہا ہے؟

"قال ابو الحسن محمد بن الحسن الآبُرِيُّ الحافظ في مناقب الشافعي: أخبرني محمد بن عبدالرحمن الهَمَذاني ببغداد، قال: حدّثنا محمد بن مَخلَد وهو العطّار، قال: حدّثنا أحمد بن محمد بن المُؤمَّل العَدَوي، قال: قال لي یونس بن عبدالأعلی: جاءني رجل قد وَخَطه الشَّیبُ سنة ثلاثة عشر یعني ومائتین علیه مُبطَّنة وأُزْرة یسألني عن هذا الحدیث، فقال لي: مَن محمد بن خالد الجَنَدي؟ فقُلتُ: لا أدري، فقال لي: هذا مؤذن الجَنَد وهو ثقة، فقُلتُ له: أنتَ یحییٰ بن معین؟ فقال: نعم ......الخ"

یونس بن عبدالاعلیٰ کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک آدمی آیا جس پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو چکے تھے اور اُس نے کمبل اوڑھا ہوا تھا یہ سنہ 213 ہجری کی بات ہے، اُس آدمی نے مجھ سے اس حدیث (یعنی لا مهدي الا عیسیٰ۔ ناقل) کے بارے میں پوچھا اور کہا: یہ محمد بن خالد جندی کون ہے؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا، تو اُس آنے والے نے کہا: یہ جَند کا مؤذن ہے اور ثقہ ہے، میں نے پوچھا: کیا آپ یحییٰ بن معین ہیں؟ تو اُس نے جواب دیا: ہاں۔ (تهذیب الکمال، جلد 25، صفحات 148، 149 طبع مؤسسة الرسالة)

تو یہ ہے وہ حکایت جس کی بناء پر یہ کہا جاتا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ نے محمد بن خالد جندی کو ثقہ کہا ہے لیکن یہ استدلال دو وجہ سے غلط ہے۔ (جاری ہے)

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۴۷

مسعود ساحر

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے اجلاس (۲۸/ اگست ۱۹۷۴ء) میں مرزا قادیانی ملعون کے نمائندوں پر جرح کا سلسلہ جاری ہے:

مولانا عبدالحق: ''میں نے امام بخاریؒ کی کتاب ۲ صفحہ ۱۰۲ باب حکم المرتد والمرتدہ کے حوالے سے ایک آیت کریمہ کی تلاوت کی تھی کہ وہ اس آیت کو قتل مرتد کے لیے قرار دیتے ہیں۔ سوال کا یہ کہنا درست نہ ہوا کہ قتل مرتد کا حکم قرآن میں نہیں؟''

گواہ: ''امام بخاری کی روایت ہے۔''

مفتی محمودؒ: ''بخاری شریف کی حدیث ہے: ''من بدل دینہ فاقتلوہ'' یہ بھی قتل مرتد کے لیے صریح و صحیح حدیث ہے۔ اس حدیث سے قبل امام صاحبؒ نے کئی آیات باب کے ابتدا میں لکھ کر قرآن سے مرتد کے حکم کو ثابت کیا ہے؟''

گواہ: ''من بدل دینہ...... کا کیا مطلب کہ جو اپنے دین کو بدل دے، یعنی عیسائی سے مسلمان ہو جائے تو عیسائیت چھوڑنے کے باعث اسے قتل کر دیا جائے؟''

مفتی محمودؒ: ''خدا کے بندے کیا کرتے ہو، قرآن مجید میں ہے کہ ''ان الدین عند اللّٰہ الاسلام'' اللہ کے ہاں دین اسلام ہے۔ ''من بدل دینہ فاقتلوہ'' اس کے معنی ہوں گے جو دین اسلام کو چھوڑ دے، وہ مرتد ہے اور اس سے تعزیراً قتل کا مستحق ہے۔ اگر ایک عام بدیہی بات کو نہیں سمجھتے تو افسوس ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی صادق تھے، امتی تھے، محدث تھے۔ وہ قرآن شریف کے پابند تھے تو کیا شریعت اسلام اور قرآن کریم انبیائے سابقین کی توہین کو جائز سمجھتے ہیں؟''

گواہ: ''نہ قرآن، نہ حدیث، نہ انسان کا اخلاق، کوئی بھی اجازت نہیں دیتا۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا قادیانی نے کہا کہ ''ان کی نانیاں دادیاں بدکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ (استغفر اللہ) عیسیٰ کھاؤ پیو اور شرابی کبابی تھا، موٹے دماغ کا تھا'' (ثم استغفر اللہ) آپ کے علم میں ہے یا مرزا کی کتابوں کے حوالے پڑھوں؟''

گواہ: ''میرے علم میں ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''پھر آپ اس کا کیا مطلب لیں گے؟''

گواہ: ''یہ تو مرزا نے عیسائیوں کی کتابوں سے لیے ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''عیسائیوں کی کتابوں میں یہ باتیں نہیں، مرزا اپنی طرف سے کہتا ہے۔ مثلاً اس نے کہا کہ ابن مریم کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے، یہ کون سی عیسائی کتاب میں لکھا ہے؟''

گواہ: ''اس کا جواب ہو چکا۔''

اٹارنی جنرل: ''جس تناظر میں اب پیش کیا ہے، اس کا جواب دیں؟''

گواہ: ''عرض کر چکا ہوں۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا نے کہا کہ عیسیٰ کا دعویٰ شراب خوری کا نتیجہ تھا۔'' (لعنت ہے)

گواہ: ''چیک کروں گا۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا قادیانی نے حضرت علیؓ کے متعلق کہا: ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، نئی خلافت کو لے لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے، اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔'' (ہزار لعنت)

گواہ: ''ایک خیالی علی مراد ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''اگر کوئی مرزا قادیانی کی توہین کرے اور آپ کے احتجاج پر کہے کہ یہ خیالی مرزا تھا تو؟''

گواہ: ''یہ مناسب نہ ہوگا۔''

چوہدری جہانگیر علی: ''جناب، یہ بعض سوالوں پر سر ہلا دیتے ہیں، پتہ ہی نہیں چلتا کہ اقرار ہے یا انکار ہے، براہ کرم واضح جواب دینے کا پابند کریں۔ تف ہے خیالی علی کا بہانہ بنا کر حضرت علی المرتضیٰؓ جیسی عظمت والے کی توہین کو کیا کوئی مسلمان برداشت کر سکتا ہے؟'' چیئرمین: ''چوہدری صاحب، آپ ٹھیک کہتے ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا قادیانی کہتا ہے ''اے قوم شیعہ تم اصرار مت کرو'' آگے حضرت امام حسینؓ کی توہین پر مشتمل عبارت ہے؟''

گواہ: ''مرزا قادیانی نے تو حضرت حسینؓ کی تعریف کی ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''یہی تو بنیادی قضیہ ہے کہ

مرزا نے ایک جگہ توہین اور دوسری جگہ تعریف کی، یہ رویہ حضرت علیؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ، کہیں تعریف کہیں توہین، کہیں نبوت کا اقرار تو کہیں انکار۔ اس دورخے آدمی کی کس بات کا یقین کریں؟ پھر کہتا ہے: میرا مخالف جہنمی ہے۔ مخالف سے کیا مراد ہے؟"

گواہ: "بدزبان ہے۔"

اٹارنی جنرل: "مرزا کہتا ہے کہ "جو تیری بیعت نہیں کرتا، وہ جہنمی ہے؟"

گواہ: "جی یہ بے حوالہ۔"

اٹارنی جنرل: "مرزا کہتا ہے کہ "میرے مخالف......کی اولاد ہیں۔" یہ عربی میں ہے۔ حضرت مفتی محمودؒ عربی عبارت پڑھیں گے اور ترجمہ بھی کریں گے۔"

مفتی محمودؒ: "آئینہ کمالات اسلام" میں مرزا کہتا ہے: "تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبة و المودة و ینتفع من معارفھا و یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریة البغایا فھم لا یقبلون" ترجمہ: "ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت و مودت سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے، مگر بدکار عورتوں کی اولاد، وہ قبول نہیں کرتے۔"

گواہ: "ذریة البغایا یعنی جو نیکوکار نہیں۔"

اٹارنی جنرل: "بازاری عورت کا بیٹا، غیر نیکوکار کا، یا بدکار فاحشہ کا؟ خود مرزا نے یہ ترجمہ نہیں کیا؟"

گواہ: "کیا ہے"!

اٹارنی جنرل: "پھر ادھر ادھر سر کیوں مارتے ہیں؟"

گواہ: "ذریة البغایا بدکار عورت کی اولاد کیسے ہوا؟"

مولانا ظفر احمد انصاریؒ: "دیکھئے، یہ مرزا کی کتاب ہے، اس میں بغیہ کا سات مقامات پر مرزا نے بدکار عورت ترجمہ کیا ہے۔"

اٹارنی جنرل: "ایک شخص آپ کے نزدیک محدث ہے۔ نبی ہے۔ وہ کہتا ہے: مجھے مانو، ورنہ ولد الحرام ہو جاؤ گے؟"

گواہ: "اسلام کے مخالفین کو کہا۔"

اٹارنی جنرل: "وہ ولد الحرام ہیں؟"

گواہ: "جی۔"

اٹارنی جنرل: "انتہائی بے شرمی کی بات ہے، دفع کرو۔"

گواہ: "دیکھیں جی، یہ تو مرزا نے اگلے زمانے کے متعلق بات کی ہے کہ مجھے تسلیم کر لیں گے بالآخر، مگر بدکار عورتوں کی اولاد ہوگی جو رہ جائیں گے۔"

اٹارنی جنرل: "گویا مجھے تسلیم کرلو، ورنہ ولد الحرام ہو جاؤ گے۔"

گواہ: "دیکھیں۔"

اٹارنی جنرل: "چھوڑیئے کیا دیکھوں۔ مرزا نے کہا کہ برطانیہ کی اطاعت میرے اوپر فرض ہے؟"

گواہ: "ان حالات کو دیکھیں، جس میں یہ بات کہی۔"

اٹارنی جنرل: "آپ نے فرض کر لیا کہ میری بات کا جواب نہیں دینا۔ سوال ہے مرزا نے یہ کہا ہے یا نہیں؟"

گواہ: "کہا ہے۔"

اٹارنی جنرل: "سکھوں نے اذان پر پابندی لگا دی اور مرزا کے باپ سکھوں کی فوج میں جرنیل تھے، کیا یہ درست ہے؟"

گواہ اقرار کے انداز میں سر ہلاتا ہے۔

اٹارنی جنرل: "سر ہلانے سے جواب ریکارڈ میں نہیں آیا، ہاں یا ناں میں جواب دیں؟"

گواہ: "جی سکھوں کی فوج میں جرنیل تھے۔"

اٹارنی جنرل: "مرزا نے جہاد کا انکار کیا؟"

گواہ: "فساد کا انکار کیا۔"

اٹارنی جنرل: "دین کے لیے حرام ہے جہاد، یہ کہا؟"

گواہ: "جی کہا۔"

اٹارنی جنرل: "انگریز کی اطاعت فرض اور جہاد حرام۔ چلئے مرزا نے یہ بھی کہا کہ "میں حکومت برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہوں" یہ اس کی اپنی عبارت ہے؟"

گواہ: "جی ہے۔ دیکھئے خود کاشتہ پودا جماعت کو نہیں کہا، بلکہ اپنے خاندان کو کہا ہے۔"

اٹارنی جنرل: "مرزا قادیانی مغل خاندان سے تھے، مغل سمرقند سے آئے۔ یہ پودا انگریز نے کیسے کاشت کیا؟ یہ تو عقل نہیں مانتی۔ اب رہ گئی بات مرزا کے خاندان کی، وہ بھی انگریز کے تسلط سے پہلے تھا۔ اسے انگریز نے کیا کاشت کرنا تھا، وہ تو اللہ کے بندے تھے، باقی مرزا کی جماعت رہ جاتی ہے، جس کے متعلق مرزا کہتا ہے کہ "یہ آپ کا خود کاشتہ پودا ہے۔"

گواہ: "خاندان کے متعلق کہا۔"

اٹارنی جنرل: "اچھا تو نبی صاحب کا خاندان انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا؟"

گواہ: "جی کہا ہے۔"

اٹارنی جنرل: "مرزا نے انگریز کو خط لکھا کہ خود کاشتہ پودے کی آبیاری کرو، فکر کرو۔"

گواہ: "سر سید نے کہا۔"

اٹارنی جنرل: "سر سید نے ایسے نہیں کہا۔ آپ اس وقت مرزا کی بات کریں۔ اس نے یہ کہا آپ بتے ہیں کہ خود کاشتہ سے مراد مرزا کا خاندان ہے، مرزا کہتا

ہے کہ خود کاشتہ پودے کی فکر کرو، یعنی مرزا کو اپنے خاندان کی فکر تھی، باقی جماعت جائے بھاڑ میں، مسلمان کھڈے میں جائیں، مرزا کا خاندان بچ جائے، یہ تو خود غرضی ہے، فرمائیے نبی خود غرض ہوتا ہے؟"

گواہ: "وہ تو ایک خط تھا۔"

اٹارنی جنرل: "اسی خط میں ملکہ وکٹوریہ سے اپنے خاندان کے لیے خیرات مانگی؟"

گواہ: "نہیں، مسلمانوں کے لیے۔"

اٹارنی جنرل: "اپنی جماعت کے لیے؟"

گواہ: "جی۔"

اٹارنی جنرل: "ابھی آپ نے جماعت کا انکار کیا تھا؟" (قہقہہ)

چیئرمین: "آپ نے مرزا ناصر کی بیعت کی تھی؟"

گواہ: "نہیں۔"

چیئرمین: "کیوں نہیں کی؟"

گواہ: "میں پیدائشی قادیانی ہوں۔"

اٹارنی جنرل: "آپ کے خیالات ۱۹۶۵ء تک ربوہ جماعت کے ساتھ تھے؟"

گواہ: "نہیں، میرے ان سے اختلافات تھے۔"

اٹارنی جنرل: "آپ نے ربوہ والوں کو کب چھوڑا؟"

گواہ: "۱۹۶۸ء میں۔"

اٹارنی جنرل: "۱۹۶۸ء میں۔"

گواہ: "نہیں ۱۹۵۶ء میں۔"

اٹارنی جنرل: "اس وقت مرزا بشیر محمود زندہ تھا؟"

گواہ: "جی ہاں۔"

اٹارنی جنرل: "ابھی لوگوں کا خیال تھا......"

گواہ: "وہ غلط تھا۔"

چیئرمین: "پورا سوال تو سن لیں۔"

اٹارنی جنرل: "مرزا نام کے جب الیکشن ہو رہے تھے، اس وقت کچھ لوگ آپ کو جانشین بنانا چاہتے تھے، اس پر اختلاف ہوا؟"

گواہ: "یہ آپ کے سامنے کے واقعات ہیں۔"

اٹارنی جنرل: "تو آپ نے ربوہ کو چھوڑ دیا؟"

گواہ: "جی چھوڑ دیا۔"

اٹارنی جنرل: "اس کا مطلب ہے جب تک آپ ربوہ والوں کے ساتھ تھے تو مرزا قادیانی کو نبی مانا۔ اختلاف ہوا تو اس کا رتبہ کم کر دیا؟ (قہقہہ) مرزا قادیانی تحفہ گولڑویہ میں کہتا ہے کہ "جب مسیح نازل ہوگا تو دوسرے فرقوں کو جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، کلی طور پر ترک کرنا ہوگا؟"

گواہ: "جی۔"

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

مکمل علاج مکمل خوراک

فیصل

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

معجون قوتِ اعصاب زعفرانی

33 اجزاء کا مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آرد خرما	جوہر آکن
مصطگی	جلوتری	تج	مغز بنولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دارچینی	اگر	لاچی خورد	بیج کا کنج	[illegible]
ورق طلاء	لونگ	مائیں	لاچی کلاں	بیخ [illegible]	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	جر موسلے	زنجبیل	باہر	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	ریگ کنواری	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

معجون تسکین دل

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

قیمت 1200 روپے

وزن 500 گرام

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
گل [illegible]	لاچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

فیصل FOODS شاہ لائنز ڈی گراؤنڈ سپلائرز کالونی فیصل آباد

فہم تو یہ یادیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر میں

لائق بعدی

نامور علماء و مناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
ان شاء اللہ

34واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

بتاریخ

23 مئی 2015 تا 15 جون 2015

مطابق

4 شعبان 1436ھ تا 27 شعبان 1436ھ

زیر سرپرستی
استاذ المحدثین
حضرت مولانا ڈاکٹر
عبدالرزاق اسکندر صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ، قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670